تحریک فیضان لوح و قلم: محمد ساجد رضا قادری رضوی کٹیہاری

بنگال کی قدیم اسلامی تاریخ، عہد قدیم میں مسلمانوں کی دینی، مذہبی، سماجی، سیاسی، اقتصادی صورتحال اور جغرافیائی احوال پر مشتمل ایک نہایت قیمتی، مستند اور جامع تحریر

بنگال اور اسلام

ایک تاریخی جائزہ

☆ بنگال کا جغرافیہ ☆ بنگال کی آبادی ☆ بنگال کا دریائی نظام ☆ بنگال کی آب و ہوا ☆ بنگال کی پیداوار ☆ بنگال کا قدیم نام ☆ بنگال کی وجہ تسمیہ ☆ بنگال کے قدیم باشندے ☆ بنگال کے قدیم ادیان و مذاہب ☆ بنگال کی قدیم اسلامی آبادیاں ☆ بنگال کی قدیم مختصر تاریخ ☆ مسلمانوں کی آمد سے قبل بنگال کے غیر مسلم حکمراں اور ان کی حکومتیں ☆ اسلام کی آمد سے قبل بنگال کی سماجی صورتحال ☆ بنگال میں اسلام کی آمد اور فروغ اسلام کے تاریخی اسباب ☆ بنگال کے قدیم ادیان و مذاہب پر مذہب اسلام کے اثرات ۔ ان تمام امور کا تاریخی اور تحقیقی بیان۔

تالیف

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

صدر مفتی و شیخ الحدیث

ادارۂ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی، یوپی

ناشر

مصباحی اکیڈمی

بڑی ارجنٹی، مبارکپور، اعظم گڑھ

نام کتاب	: بنگال اور اسلام ایک تاریخی جائزہ
مصنف	: مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی
سنہ اشاعت بار اول	: ۱۴۳۵ھ و ۲۰۱۴ء
سنہ اشاعت بار دوم	: ۱۴۴۰ھ و ۲۰۱۹ء
صفحات	: ۵۶
تعداد	: ۱۱۰۰
ناشر	: مصباحی اکیڈمی، بڑی ارجنٹی، اعظم گڑھ، یو پی
باہتمام	: ڈاکٹر محمد اظہار خان علی میاں کالونی، رائے بریلی، یو پی

ملنے کے پتے

☆ مصباحی اکیڈمی، بڑی ارجنٹی، مبارکپور اعظم گڑھ ☆ ادارۂ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی ☆ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال ☆ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک ☆ مکتبہ برہان ملت، مبارکپور، اعظم گڑھ یو پی ☆ کے جی این بک اسٹور، سنی حنفی جامع مسجد، رام گنج بازار اسلام پور اتر دیناجپور، بنگال۔

مؤلف سے رابطے

MUFTI KAMALUDDIN ASHRAFI MISBAHI

Aiwan-e-Ashraf,Sayyed Nagar Raebarely,(U.P.)

Noor Mahal, Ashraf Nagar,Haidar para,Siliguri,(W.B.)

Dulaligram,Ramgang,Islampur,Uttar Dinajpur,(W.B.)

kamalmisbahi786@gmail.com

MOB:9580720418

فہرست مشمولات

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر قلمی کاوش کو مادر علمی

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ، سکٹھی، مبارک پور، اعظم گڑھ

جامعہ مخدومیہ انوار العلوم، عُشری، حسن پورہ، سیوان بہار

مدرسہ غوثیہ فیض العلوم، سلّی گوڑی، دارجلنگ بنگال

مدرسہ اسلامیہ بیل پوکھر، داملباڑی، ضلع کشن گنج، بہار

اور

مدرسہ جمالیہ کمالیہ، اڑیاٹول، قصبہ رام گنج، اسلامپور، ضلع اتر دیناجپور، بنگال

کے نام

جہاں کی خاک کے ذروں سے شعور زندگی ملا، ان چمنستان علم وعرفان کی آغوش محبت میں پل کر فکروفن کی دہلیز پر کھڑا ہونے کے لائق ہوا

اور

ان تمام اساتذہ کرام کے نام جنہوں نے میرے ویرانے دل میں علم وہنر اور عقل وخرد کی روشنی پیدا فرمائیں۔

اور

ان تمام مبلغین اسلام کے نام جن کی مساعی جمیلہ اور دعوت وتبلیغ سے انسانی دنیا بالخصوص خطہ بنگال کا گوشہ گوشہ ایمان واسلام کی نور سے منور و مجلیٰ ہوا۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

نذرانۂ عقیدت

اس مختصر قلمی کوشش کو پیر طریقت گل گلزار اشرفیت، شیخ المشائخ، جانشین حضور اشرف الاولیا
تاج الاولیا حضرت علامہ الحاج سید شاہ **محمد جلال الدین اشرف** اشرفی جیلانی
(قادری میاں) دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ کچھوچھہ مقدسہ
سربراہ اعلیٰ
مخدوم اشرف مشن، قطب شہر پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال
کی بارگاہ فیوض وبرکات میں
جن کی نگاہ ولایت اور بافیض صحبت نے لاکھوں گم گشتگان حق کو راہ حق کی ہدایت دی
اور
بے شمار فرزندان توحید کو شریعت وطریقت
اور معرفت وسلوک کا شعور وادراک عطا کیا۔

گر یہ نذر عقیدت قبول ہو جائے
تو ناز عشق کی قیمت وصول ہو جائے

فقیر گدائے اشرفی
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دیناجپوری

☆☆☆

گلہائے عقیدت

یہ حقیر کوشش اس ذات گرامی کی بارگاہ عالیہ میں ہدیہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کو دنیائے سنیت عمدۃ الخلف بقیۃ السلف، عطائے غوث العالم، امیر شریعت اتر پردیش، حضرت علامہ الحاج الشاہ **پیر عبدالودود فقیہ** دامت برکاتہم العالیہ

نائب صدر

درگاہ غریب نواز کمیٹی اجمیر شریف

و بانی و سربراہ اعلیٰ

ادارہ شرعیہ، اتر پردیش، رائے بریلی

کے نام سے یاد کرتی ہے جن کا دامن کرم مجھ جیسے ہزاروں امت مسلمہ کے لئے سائبان رحمت بنا ہوا ہے۔

محتاج کرم

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دیناجپوری

☆☆☆

ایصال ثواب

اپنے مشفق والد، والدہ ماجدہ اور اپنی تہجد گزار نانی کی بارگاہ میں اس کتاب کے ایک ایک حرف کا ثواب ایصال کرتا ہوں جو مجھے عالم دین بنانے کی خواہش میں اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئیں، بالخصوص اپنے مرحوم چچا محمد نورالاسلام اشرفی کے نام جنہوں نے والدین کا سایہ عاطفت سر سے اٹھنے کے بعد مجھے اپنی اولاد کی طرح شفقتوں کے ساتھ پالا ، امید سے کہیں زیادہ اپنی عنایتوں اور نوازشوں سے بہرہ ور فرما کر تدریس و افتاء اور دینی خدمات کے مجھے قابل بنایا۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین کی قبروں پر رحمتوں کے پھول برسائے، انوار و تجلیات کی رِم جھم بارش سے انہیں سیراب کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

ایں دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

دعاء گو و دعا جو
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دیناجپوری

☆☆☆

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

الحمدللہ عہد طالب علمی سے ہنوز ہندو بیرون ہند کے مختلف دینی و علمی رسالوں اور ماہناموں میں مسلسل اپنی معلومات نذر قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اپنی مسلسل مصروفیات کے باوجود درس و تدریس فتوی نویسی اور دیگر دینی و ملی سرگرمیوں سے کچھ وقت نکال کر رسالوں کے مشمولات میں شمولیت کی ضرور کوشش کرتا ہوں۔

ابھی حال ہی میں ماہنامہ کنزالایمان دہلی کے مدیر مولانا ظفرالدین مصباحی برکاتی صاحب کا دہلی سے فون آیا کہ "آپ کے مضامین تو رسالوں میں چھپتے رہتے ہیں اور قارئین کو آپ کے مضامین کا انتظار بھی رہتا ہے چونکہ آپکا وطن مالوف بنگال ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کا آنے والا مضمون "بنگال میں اسلام کی آمد اور فروغ اسلام کے اسباب و عوامل" کے عنوان پر ہو" چونکہ اس عنوان پر میری معلومات بھی بہت ناقص تھیں اور کتابیں بھی نادرالوجود، اس لئے میں نے نفی میں جواب دیا اور کچھ دنوں کے لئے اسے ٹال دیا لیکن جب موصوف کی طرف سے مزید اصرار بڑھا تو اب میرے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی، پھر کیا تھا کارہائے بسیار، عدیم الفرصتی اور اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود اسکی تلاش و جستجو اور تیاری میں لگ گیا، تلاش بسیار کے باوجود رائے بریلی اور اسکے اطراف و مضافات میں دور دراز تک کی لائبریریوں میں اس موضوع سے متعلق مجھے کوئی کتاب دستیاب نہیں ہوسکی، اسی دوران مجھے ایم، اے کا امتحان دینے کے لئے "اسلامیہ کالج"، لکھنؤ جانا ہوا، وہاں معلوم ہوا کہ سینٹیریل کالج قیصر باغ میں "کل ہند کتاب میلہ" لگا ہوا ہے، میں نے موقع غنیمت جانا اور امتحان سے فارغ ہو کر فوراً وہاں پہنچا، وہاں مجھے کچھ

کتابیں دستیاب ہوئیں اور اپنے مضمون کی تیاری میں ان کتابوں سے مجھے کافی مدد ملی ،مضمون کا بار بار تقاضا ہو رہا تھا اس لئے بھر پور اطمینان نہ ہونے کے باوجود بڑی عجلت میں مضمون تیار کر کے میں نے دہلی بھیج دیا، پھر جب میں نے اس مضمون کو اپنے بعض مخلص احباب اور مشفق اساتذہ کرام کو دکھایا تو سبھوں نے اسے سراہا اور مشورہ دیا کہ اس مضمون کو کتابی شکل میں شائع کر دیجئے تا کہ قارئین زیادہ سے زیادہ اس سے استفادہ کر سکیں اور جن لوگوں تک ماہنامے اور رسالے نہیں پہنچتے ہیں ان کو بھی اس مضمون سے معلومات حاصل کرنے کا موقع فراہم ہو۔

اپنے احباب اور بزرگوں کے ان نیک اور مفید مشوروں کو میں نے قوم وملت کی فلاح و بہبود اور ان کی روشن مستقبل کے لئے ایک قیمتی سرمایا سمجھا اور ارباب علم وفن بالخصوص علم التواریخ سے ذوق اور دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک چھوٹا سا تحفہ بھی اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنے اس مضمون کو کتابی شکل دیکر اپنی مختصر معلومات کو قارئین تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی ،آج یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ انہیں بزرگوں کے مفید مشوروں کا نتیجہ ہے۔

خطہ بنگال کی اسلامی تاریخ کی جہاں بہت وسیع ہے جس کو احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے علمی بے بضاعت کی قلمی توانائی سے باہر ہے، بنگال کی اسلامی تاریخ ایک ایسا سمندر ہے جس کی تہہ تک اسکے کسی غواص ہی کی رسائی ہوسکتی ہے مجھ جیسے کنارے سے انداز طوفان کرنے والے کی کیا مجال! میری حیثیت تو اس سمندر کی سیپ کی بھی نہیں ہے جو ایک کنارے پڑا رہتا ہے، میں نہ کوئی مورخ ہوں نہ کوئی بڑا قلمکار، نہ ادیب ہوں نہ کوئی بڑا فنکار ،بس دل میں جب کچھ خیال آتا ہے اور تحقیق وجستجو کی تڑپ پیدا ہوتی ہے تو کتابوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور ان کا مطالعہ کرتا ہوں اور مطالعے سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ’’قیدوا العلم بالکتابۃ‘‘ کے پیش نظر ان کو ضبط بالصدر کے ساتھ ساتھ ’’ضبط بالکتاب‘‘ بھی کر لیتا ہوں ، مجھے اپنی کم علمی اور بے مایہ گی کا مکمل احساس واعتراف ہے، ناظرین کرام کی خدمت میں ’’بنگال اور اسلام کا تاریخی جائزہ‘‘ اس احساس کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ علمی

بے بضاعتی ،وقت کی تنگی ،مصادر وماخذ کی کم یابی کے سبب موضوع کا حق کماحقہ ادانہ کرسکا ،اہل نظر اصحاب علم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس رسالہ میں اگر کہیں کوئی خامی اور غلطی نظر آئے تو اسکی نشاندہی ضرور فرمائیں تا کہ آئندہ اسکی تصحیح کی جاسکے۔

مولیٰ رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہم سبھوں کے اندر فروغ اسلام کا خوب خوب جذبہ عطا فرمائے جن مبلغین اسلام نے اسلام کی ضیا بار کرنوں سے پوری دنیا اور بالخصوص خطہ بنگال کو منور کیا ہے ان کے درجات کو بلند کرے اور ان کی دعوت وتبلیغ کے صدقے میری بھی مغفرت فرمائے (آمین)

میں بے حد ممنون ومشکور ہوں محب گرامی جناب محمد شفیق صاحب کا جنہوں نے اس گرانی میں بھی اپنے والدین مرحوم محمد رفیق اور مرحومہ حریص النساء کے ایصال ثواب کے لئے اس کتاب کی طباعت کی ذمہ داری لی اور اس کتاب کو آپ تک پہونچانے میں میری مدد کی مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ان کے والدین کی مغفرت فرمائے اور ان کے ساتھ ساتھ اہل ثروت حضرات کو دینی کتابوں کی نشر واشاعت کا خوب خوب جذبہ اور خدمت دین متین کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے آمین بجاہ حبیبہ النبی الامین علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

فقط والسلام

دعاجو

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

مقیم حال	خادم التدریس والافتاء
اشرف نگر ،حیدر پاڑہ ،سلی گوڑی ،بنگال	ادارۂ شرعیہ اتر پردیش ،رائے بریلی

مستقل پتہ : مقام دولالی گرام ،قصبہ رام گنج ،اسلامپور ضلع اتر دیناجپور ،(بنگال)

تقریظ جمیل

عمدۃ المحققین فقیہ اہل سنت حضرت **علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی** مدظلہ النورانی

صدر شعبۂ افتا

جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو، یوپی

باسمہ تعالیٰ وحمدہ

زیر نظر رسالہ ”بنگال اور اسلام ایک تاریخی جائزہ“ محب مکرم جناب مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی زید مجدہ شیخ الحدیث ادارۂ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی کی تالیف ہے۔

وہ بنگال کے ایک خوبصورت علاقہ ”سلی گوڑی“ کے متوطن ہیں، وہاں کی تہذیب و ثقافت اور معاشرتی حالات خصوصاً مذہبی اثرات کے بہت حد تک واقف کار ہیں۔ مولانا موصوف نے ضرورت محسوس کی کہ بنگال میں اسلام کی آمد اور اسکی نشر و اشاعت کو تاریخی پس منظر میں پیش کیا جائے، یہ ایک طویل الذکر موضوع ہے، مگر انہوں نے متعدد تاریخی کتابوں کی ورق گردانی کر کے بڑے اختصار کے ساتھ ان تاریخی حقائق کو پیش کرنے کی سعی کی ہے جس کا علم رکھنا اسلام سے وابستہ افراد کے لئے نہ صرف مفید بلکہ یہاں اسلام پھیلانے والوں کے نقش قدم پر چل کر دین وسنیت کے لئے کچھ کرنے کا پرخلوص جذبہ پیدا کرنے کے لئے ضروری بھی ہے۔

بنگال کے علاقے میں اسلام کی اشاعت کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی تھی کہ اسلام کی آمد سے قبل یہاں جتنے ادیان و مذاہب تھے وہ اپنے عقائد ونظریات کے لحاظ سے ناقص، نامکمل اور باطل تھے، ساتھ ہی ان کے ماننے والوں نے ذات پات، اونچ نیچ،

اور ظلم و بربریت کا ایسا طوفان کھڑا کر رکھا تھا جس سے انسانیت بھی شرم سار تھی، عرب کے تاجر اور پڑھے لکھے افراد جن کے دلوں میں انسانیت کا درد تھا، فروغ علم کا جذبہ تھا، اسلام کی اشاعت سے محبت تھی انہوں نے صحیح اسلامی فکر و اعتقاد کی تبلیغ شروع فرمائی، بعد کے ادوار میں مسلم حکمرانوں نے ظالم راجاؤں کے ظلم کا توڑ مہیا کیا، صوفیائے کرام نے دلوں کی سرزمین کو فتح کیا اور اسلام کی قندیلیں روشن کیں، جن کی روشنی میں بنگال کا پورا خطہ آج بھی منور ہے، جن میں علامہ جلال الدین تبریزی، اخی سراج آئینہ ہند، مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت، مخدوم علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام خاص طور پر تاریخ کے صفحات میں مرتسم ہیں۔

مولانا موصوف زید مجدہ ان ہی تاریخی حقائق کو اردو زبان میں قلمبند کیا ہے جو بجا طور پر دعا اور مبارک باد کے مستحق ہیں، یہ رسالہ مختصر اور جامع ہے اور تاریخ بنگال کے تعلق سے اپنے اندر ایک معلوماتی ذخیرہ سمیٹا ہوا ہے، افادیت کے لحاظ سے مزید اور تفصیل کا متقاضی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ موصوف کو مزید علمی و تحقیقی کام کی توفیق عطا فرمائے اور اسکے بعد اولیائے بنگال کی حیات و خدمات پر بھی تفصیل سے لکھنے کی توفیق بخشے اور اس رسالہ کو قبول خواص وعوام بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعاگو و دعاء جو

آل مصطفی مصباحی

خادم تدریس و افتاء

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

۱۰ / ربیع النور ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء

☆☆☆

مشاہدات

مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

پرنسپل : دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد
نائب قاضی : مرکزی دارالقضا ادارۂ شرعیہ گجرات احمد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

تاریخ نویسی ایک مستقل فن ہے، جس میں دینی و مذہبی، تعلیمی و ثقافتی، ملکی و سیاسی، سماجی و معاشرتی غرض کہ انسانی زندگی سے متعلق عروج و زوال کو حقیقت پسندی، دیانت داری اور غیر جانب داری کے ساتھ قلم بند کیا جاتا ہے، لیکن اگر تاریخ اپنے مذکورہ اصول پر قائم نہ ہوں بلکہ ایک درجہ بھی نقطہ اعتدال سے منحرف ہو جائے تو پھر وہ تاریخ، تاریخ نہیں بلکہ تحریف کہلاتی ہے۔ اس لیے مؤرخ خواہ وہ کسی بھی مذہب کا علم بردار ہو، ان کے لیے حقانیت و صداقت کے اصول پر کاربند رہنا ناگزیر ہو جاتا ہے، چناں چہ یہ فن تاریخ کے اصول و تقاضے پہ قائم رہتے ہوئے مذہبی و ملکی تمام امور و کوائف اور سرگرمیوں و کارکردگیوں کو حوالۂ قلم کرتا ہے۔

تاریخ کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، یہ نسل نو کو ماضی کے اوراق پریشاں کو کھنگالنے اور اس کے نشیب و فراز و کمال و زوال کو جاننے کے لیے ایک دستاویزی حیثیت فراہم کرتی ہے۔ یہ فن منیف اگر وجود پذیر نہ ہوتا تو ہم اپنے دینی و مذہبی سرمایے، علمی و فکری کارنامے، تحریری و قلمی خزانے اور بے شمار تعمیری و ترقی اثاثے تک رسائی حاصل نہ کر پاتے۔ یہ تاریخ ہی کی مرہون منت کہ آج ہم اپنے اسلاف و اکابر کے

فضائل ومناقب ، اوصاف و کمالات ،خدمات وتعلیمات ، واقعات و حادثات ،معمولات وروایات،معلومات وملفوظات،تعمیرات واحسانات اوران کی ہمہ جہت شخصیات سے واقف ہیں،ورنہ ہم ان چیزوں سے نابلداورنا آشنا ہوتے ۔

ہر دور کے حالات ومقامات کو مرتب ومدون کرنے کا قدیم دستور رہا ہے،جس ضمن میں تاریخ کی اہم اور قیمتی کتابیں بھی منصہ شہود میں آئیں اور ملی و مذہبی تاریخ کے لیے مآخذ ومصادر کی حیثیت اختیار کیں ۔ دور حاضر میں بھی تاریخ نویسی میں دل چسپی کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے،جوایک خوش آئند اقدام کہا جاسکتا ہے اوراس کی سخت ضرورت بھی ہے،ورنہ کہیں ایسا نہ ہوکہ ہماری دینی وعلمی تاریخ محض ایک قصہ پارینہ بن کررہ جائے ۔

ہندوستان دینی ومذہبی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے،اس ملک کے خطے خطے سے علمی و مذہبی آثار ہویدا ہیں، بنگال بھی اس ملک کا ایک اہم اور تاریخی مقام رہا ہے ۔ دور ماضی میں بنگال دین ومذہب، رشد و ہدایت،تہذیب وثقافت،علم وادب اور فکروفن کے اعتبار سے ملک کاایک اہم خطہ رہا ہے، یہاں سے ایسے نادر روزگار علما وفضلا ،مشائخ وصوفیہ اورادباوشعرا پیدا ہوئے ہیں،جن کی نظیر آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہیں ۔

اس خطے نے ہر دور میں دینی وعلمی میدانوں اورتہذیبی وثقافتی سرگرمیوں میں بیش بہا خدمات پیش کرکے اپنی اہمیت کا احساس دلایا ہے،

چناں چہ زیرنظر کتاب ملک کی ایک مردم خیز سرزمین اورعلمی وتاریخی خطہ بنگال کے موضوع پہ لکھی ہوئی ایک تازہ اوراہم تصنیف ”بنگال اوراسلام تاریخ کےتناظر میں“ ہے،جس میں بنگال کی جغرافیائی حد، اور آمد اسلام کے ابتدائی احوال، بنگال کا جغرافیہ ،بنگال کی آبادی ،بنگال کا دریائی نظام،بنگال کی آب وہوا، بنگال کی پیداوار،بنگال کا قدیم نام،بنگال کی وجہ تسمیہ ،بنگال کے قدیم باشندے،بنگال کے قدیم ادیان و مذاہب وغیرہ پر کافی تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے ۔

کتاب کے مؤلف عصر حاضر کے نوجوان فاضل محقق محب گرامی حضرت علامہ مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی ہیں جو ۲۰۰۲ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے تحقیق وافتا

کی سند و فراغت کے بعد سے ۲۰۰۵ء تک مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف ضلع مالدہ بنگال میں صدر المدرسین، شیخ الحدیث اور صدر شعبۂ افتا کی حیثیت سے دین متین کی خدمات انجام دے کر ۲۰۰۶ء سے ادارۂ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی (ملحقہ یو پی گورنمنٹ) میں بحیثیت مدرس و صدر مفتی دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میں اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ موصوف برصغیر کی معروف درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فارغ ہونے والے ایک باصلاحیت و ذی شعور مصباحی عالم و فاضل اور اتر پردیش مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لکھنؤ سے، منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل ہیں؛ لیکن آپ کی ایک خود نوشت سوانح سے یہ انکشاف ہوا کہ اتر پردیش مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لکھنؤ سے فاضل دینیات، فاضل معقولات، فاضل ادب اور فاضل طب کی سندیں حاصل کرنے کے بعد ریاست اتر پردیش کی معروف عصری دانش گاہ شبلی نیشنل کالج اعظم گڑھ سے بی اے (B.A) پروانچل یونیورسٹی، جون پور یو پی سے (M.A) ایم اے انگلش، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد سے (M.A) ایم اے اردو اور قومی کونسل برائے فروغ اردو دہلی سے ڈپلوما بھی کر چکے ہیں، جو قابل فخر بات ہے۔ یہ سندیں بلا شبہ آپ کے علمی وقار بڑھاتی ہیں اور اپنے ہم عصر علما میں یک نمایاں حیثیت عطا کرتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے جہاں انہیں علم و ادب، فقہ و افتا، فہم و تدبر، تحریر و قلم اور تقریر و تبلیغ کا ذوق عطا فرمایا ہے، وہیں اخلاص وللہیت اخلاق و کردار، محنت ولگن، جد و جہد اور عزم و استقلال کی دولت لا زوال سے بھی نوازا ہے، اسی کا ثمرہ ہے کہ موصوف جہاں بھی قیام کرتے ہیں، وہاں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، وہ میرے رفیق درس رہے ہیں، اس لیے میں انہیں تقریباً ۱۹۹۶ء سے جانتا اور پہچانتا ہوں، موصوف کو زمانۂ طالب علمی ہی سے پڑھنے لکھنے کا ذوق فراواں حاصل تھا، ان کی قلمی کاوشوں کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے اب وہ اس میدان کے شہسوار بھی بن چکے ہیں، ان کو عمر سے زیادہ کام کرنے کا دھن سوار رہتا ہے۔ علمی عملی، تدریسی، تصنیفی، اور تبلیغی میدانوں میں کام کر کے ارباب علم و دانش سے داد تحسین و تبریک بھی وصول کر چکے ہیں، یہاں تک کہ آپ کی تحریر

ی صلاحیتوں کے اعزاز واعتراف میں ۲۰۰۸ء میں دارالعلوم محمدیہ مجبیٰ کی جانب سے آپ کو اشرف العلما ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

آپ کی قلمی خدمات میں ☆ دو جلد غیر مطبوعہ مجموعہ فتاوی ☆ ۳۰/ مقالات ومضامین کا ایک ذخیرہ ☆ اشرف الاولیا حیات و خدمات ☆ استاذ العلما مشرقی بہار کی ایک عبقری شخصیت ☆ بنگال اور اسلام ایک تاریخی جائزہ ☆ اسلام میں والدین کا مقام ☆ تذکرۂ مشائخ کچھوچھہ ☆ تجلیات رمضان ☆ خصائص فتاوی رضویہ ☆ خطبات کمال ۲/ جلدوں میں ☆ تذکرہ علما و مشائخ بنگال جیسی کتابیں آپ کی قلمی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ تعمیری ذہن اور تحریکی مشن میں بھی پیش پیش رہتے ہیں، آپ کے آفاقی خیالات ہی کا ثمرہ ہے کہ آپ غریب نواز آرگنائزیشن، سنگتام سکّم، سنی حنفی ایسوسی ایشن، رنگ پو سکّم، کے بانی، آل انڈیا صوفی آرگنائزیشن رائے بریلی، آل انڈیا علما مشائخ بورڈ لکھنؤ، تنظیم ابنائے اشرفیہ مبارک پور، اور کیرکن کلچرل کلب سلّی گوڑی کے معتمد خاص اور رکن ہیں، جب کہ جامعہ مخدومیہ حسن پورہ، عشری، سیوان بہار کے ناظم تعلیمات بھی ہیں، بلاشبہ یہ ساری علمی اور عملی خدمات کی صداقت قارئین کو زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گی۔

موصوف شیخ المشائخ اشرف الاولیا حضرت سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت ضرور رکھتے ہیں مگر تمام سلاسل کے علما و مشائخ سے بھی بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں، جہاں ہوتے ہیں بہت جلد عوام وخواص کی نظروں میں محبوب و مقبول ہو جاتے ہیں، اب تک تو صرف درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور رفقہ وافتا کے افق پر گردش کر رہے تھے مگر اب چند برسوں سے تقریر و خطابت اور تحریک و تبلیغ کے میدانوں میں بھی کافی آگے بڑھ چکے ہیں اور ان کے یہ کارنامے ہندوستان ہی میں محدود نہیں ہیں بلکہ بیرون ملک مثلاً نیپال، بھوٹان، چین میں بھی دعوتی و تبلیغی دورے کرتے رہتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ زیر نظر کتاب بنگال میں اسلام کی آمد و اشاعت، قیام مسلمان کے تاریخی آثار و حقائق اور عہد و زمان کے احوال و کوائف نیز دیگر اہم اور بنیادی معلومات پر مشتمل ایک بیش بہا ذخیرہ اور بنگال کے موضوع پر اہل علم و تحقیق کے لیے دعوت مطالعہ ہے۔

غبارِ راہ مدینہ

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

پرنسپل : دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد

نائب قاضی : مرکزی دار القضا ادارۂ شرعیہ گجرات احمد آباد

یکم جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ / ۲/ اپریل ۲۰۱۴ء بروز بدھ

اظہار حقیقت

نازش فکر وقلم حضرت مولانا مفتی توفیق احسنؔ برکاتی زیدہ مجدہ

مدیر اعلیٰ

ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی نئی نسل سے تعلق رکھنے والے ایک ہوش مند عالم دین، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ممتاز فاضل، ادارۂ شرعیہ اتر پردیش شاخ رائے بریلی کے صدر شعبۂ افتا اور کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں۔فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ مقالہ نگاری اور تصنیف کتب ان کے محبوب مشاغل ہیں، جلالت علم سے مال مال ہیں، حقائق کے اجالے میں گفتگو کرنے کے عادی ہیں، سنجیدہ خطابت میں بھی شہرت رکھتے ہیں، سنجیدہ ہیں بھی، حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص ہیں، اپنے مرشد برحق کی حیات وخدمات پر بھی ایک مستقل کتاب تحریر کر چکے ہیں جو مابین العلماء کافی مقبول رہی ہے۔اس بات کا اندازہ ان تبصروں اور تاثراتی تحریروں اور مکتوبات سے لگایا جاسکتا ہے جو مصنف کی کتابوں پر تحریر کیے گئے ہیں۔بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ”یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اشرف العلماء علیہ الرحمہ کے مرید با اخلاص حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی نے آپ کی سوانح میں ایک صحیفہ گرامی ترتیب دیا ہے۔جس میں حسن عقیدت کے نور کے ساتھ ساتھ جمال حقیقت کا ظہور بھی ہے۔“
دیگر حضرات میں پروفیسر سید علیم اشرف جائسی، مولانا مبارک حسین مصباحی، ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، مفتی آل مصطفی مصباحی، سید مقصود اشرف جیلانی، امیر شریعت پیر عبد الودود فقیہ، مولانا شمس الہدیٰ مصباحی، مفتی رضاء الحق مصباحی، علامہ عبد الشکور مصباحی، مولانا نفیس احمد

مصباحی اور مولانا ممتاز عالم مصباحی نے مصنف کے کارنامے کو تحسین کی ہے۔اسی طرح ان کی دوسری کتاب ''استاذ العلماء : مشرقی بہار کی ایک عبقری شخصیت'' پر سید شاہ محمد جلال الدین اشرف جیلانی، مفتی آل مصباحی، پیر عبد الودود فقیہ، مولانا عبد المبین نعمانی، مولانا طاہر مصباحی اور مفتی بشیر رضا ازہر مصباحی کے مکتوبات بھی کافی حوصلہ افزا ہیں۔

زیر نظر کتاب ''بنگال اور اسلام : ایک تاریخی جائزہ'' ان کی ایک اہم تاریخ موضوع پر بے حد قیمتی، معلومات سے بھرپور کتاب ہے جسے انہوں نے مدیر کنزالایمان دہلی محب مکرم حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کے مشورے پر تحریر کیا ہے۔ یہ تحریر ایک طویل مقالہ تھی جسے کتابی شکل دے کر مستقل کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور اور سنی دعوت اسلامی ممبئی میں قسط وار چھپ چکا ہے، بعد میں کچھ اضافے کے ساتھ کتابی صورت میں منظر عام پر آیا ہے۔ اصل موضوع بنگال کے جغرافیہ، آبادی، دریائی نظام، آب وہوا سے شروع ہوتا ہے اور بنگال کی وجہ تسمیہ، قدیم باشندے، قدیم مذاہب، قدیم اسلامی آبادیوں، قدیم تاریخ، غیر مسلم حکمرانوں، بنگال میں اسلام کی آمد سے قبل کے حالات، عرب وہند کے روابط، بنگال میں فروغ اسلام کے تاریخی اسباب اور بنگال کے قدیم مذاہب پر مذہب اسلام کے اثرات پر ترتیب وار بحث کرتا ہوا ختم ہو جاتا ہے۔ اس مقالے کی ترتیب میں مصنف نے مستند ماخذات اور حوالہ جاتی کتابوں سے مدد لی ہے اور ۱۳۱ حوالہ جات کو کتاب کے اخیر میں ظاہر کر دیا ہے۔ تاریخ کا موضوع خشک مانا جاتا ہے لیکن مصنف کے انداز پیش کش نے اس میں دل چسپی کا کافی سامان پیدا کر دیا ہے۔ بنگال اور اسلام کے تاریخی جائزے پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک قابل ذکر کتاب ہے، جس کی دل سے پذیرائی ہونی چاہیے۔ مصنف مبارک باد کے مستحق ہیں۔

توفیق احسنؔ برکاتی ممبئی

۲۸ر مئی ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنگال اور اسلام! ایک تاریخی جائزہ

بنگال برصغیر ہند کے ایک اہم مشرقی صوبہ کا نام ہے جو اپنے ماحول و معاشرہ ،زبان و کلچر ،تہذیب و تمدن ،سرسبز علاقوں ،ہرے بھرے جنگلات اور پھیلے ہوئے دریائی نظام کے سبب نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ بنگال مشرقی اور مغربی دو خطوں پر مشتمل ہے مشرقی خطہ کا مرکزی مقام "ڈھاکہ" اور مغربی خطہ کا کلکتہ (کولاکاتا) ہے۔بنگال کے مشرقی خطہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، تقسیم ہند کے بعد یہی خطہ مشرقی پاکستان بنا اور آج بنگلہ دیش کی شکل میں ایک آزاد اسلامی مملکت کے نام سے موجود و متعارف ہے، بنگال کا مغربی خطہ جسے مغربی بنگال کہا جاتا ہے آج برصغیر ہند کا ایک اہم صوبہ کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ ۱۴، اگست ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے سلسلے میں بنگال دو حصوں مشرقی اور مغربی میں تقسیم کر دیا گیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مگر ہمارے اس مضمون میں خصوصی طور پر سرزمین بنگال میں اسلام کی آمد اور فروغ اسلام کے اسباب و عوامل سے گفتگو کی گئی ہے جس کا تعلق مشرقی اور مغربی دونوں ہی خطے سے ہے۔

بنگال برصغیر کے ان خطوں میں شامل ہے جہاں اسلام کی آمد آج سے ایک ہزار سال سے بھی قبل ہوئی تھی، ابتدائی تعلق عرب تاجروں کے ذریعہ قائم ہوا پھر ترکوں کی فوجی کاروائیوں، صوفیائے کرام کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں اور ترک ،افغان اور مغل حکمرانوں کے زیر اقتدار اسلامی اثرات کا سلسلہ بتدریج بنگال کے علاقوں میں مستحکم ہوتا گیا۔

اسلامی عہد تک بنگال کی ایک منفرد شناخت قائم ہو چکی تھی ،یہ علاقہ تین مذاہب کی سرزمین رہا۔ بودھ ،ہندو اور اسلام ،تینوں کے تہذیبی اور ثقافتی اثرات آپس میں شامل ہوئے ۔بہت حد تک اس سے رواداری اور تحمل پسندی کو فروغ حاصل ہوا، عہد وسطی میں یہ علاقہ ویشنو بھکتی کے عروج کا ایک مرکز رہا اور چیتنیہ کے زیر اثر ایک منظم مذہبی اور

معاشرتی اصلاحی تحریکفروغ ہوا جسکے اثرات آج بھی مغربی بنگال کے بعض علاقوں میں واضح طور پر محسوس کئے جا سکتے ہیں ۔بنگال کی اس مشترکہ تہذیبی ورثہ کے ارتقاء میں عہد اسلامی کے حکمرانوں نے بھی کلیدی حصہ ادا کیا،سنسکرت کی شہرہ آفاق تصنیفات ”رامائن“اور ”مہا بھارت“ کا بنگلہ میں ترجمہ بھی اولاً اسلامی عہد میں ہوا اسکے بعد ویشنو بھکتوں نے اس زبان کو خواص وعوام دونوں کے درمیان مقبول بنایا،اس بات کا اعتراف مشہور ماہر لسانیات ”پروفیسر سنیتی کمار چٹرجی“ نے بھی اپنے ایک بیان میں کیا ہے ۔(۱)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بنگال اکثر دہلی کے سلاطین کے زیر اقتدار نہیں رہا، ہندوستان میں مغلوں کی آمد کے وقت بھی ان کی شدید ترین مخالفت مشرقی ہندوستان بنگال و بہار میں ہی ہوئی، اکبری عہد میں مغلوں نے بنگال پر توفتح حاصل کی مگر اورنگ زیب کے زمانہ میں ہی بنگال تقریباً نیم آزاد ریاست بن گیا،مرکز سے علاحدگی کی اس روایت نے بنگال کی انفرادی شناخت کو بہت تقویت پہنچائی ۔(۲)

عمومی طور پر اگر دیکھا جائے تو بنگال کی تہذیب وتمدن کے بیشتر مراحل عہد اسلامی میں ہی وقوع پزیر ہوئے اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو عہد اسلامی کا بنگال، بنگال کی تاریخ کا ایک انتہائی اہم باب ہے۔

ذیل کے سطور میں ہم برصغیر کے اس مشہور و معروف خطہ ”خطہ بنگال“ کی قدیم مختصر تاریخ ،بنگال کی قدیم اسلامی آبادیاں ،بنگال کے قدیم ادیان و مذاہب ،مسلمانوں کی آمد سے قبل بنگال کے غیر مسلم حکمراں اوران کی مدتہائے حکومت ،اسلام کی آمد سے قبل بنگال کی مذہبی اورسماجی صورتحال ،اسلام کی آمد سے قبل عرب و ہند کی روابط ،بنگال اوراس کے اطراف میں اسلام کی آمد، بنگال میں فروغ اسلام کے تاریخی اسباب اور بنگال کی قدیم عقائدوتہذیبی زندگی پرمذہب اسلام کی تعلیمات کے اثرات جیسے اہم پہلوؤں پرمختصر طور پرروشنی ڈالیں گے۔

قبل ازیں بنگال کا جغرافیہ ،بنگال کی آبادی ،بنگال کا دریائی نظام،بنگال کی آب وہوا بنگال کی پیداوار، بنگال کا قدیم نام،بنگال کی وجہ تسمیہ اور بنگال کے قدیم باشدوں کے

تعلق سے چند سطور صفحہ قرطاس کئے جاتے ہیں۔

بنگال کا جغرافیہ

برصغیر ہندوستان کے مشرقی صوبے کا نام بنگال ہے جو شمال میں کوہ ہمالہ اور جنوب میں خلیج بنگال تک پھیلا ہوا ہے مشرق میں برہمپترا کا نگساسر تک اور ساجوک دریاؤں سے لے کرنا گر، براکر، سورنا ریکھا کے نشیبی حصے تک یہ مغرب میں پھیلا ہوا ہے اسکے پورے رقبہ کی سطح جو ہرے بھرے دریاؤں اوران کے دہانوں سے ڈھکی ہوئی ہیں ۷۷،۵۲۱ مربع میل ہے۔

بنگال کی آبادی

متحدہ ہندوستان کی تقسیم سے قبل یہاں کی آبادی کی مجموعی تعداد تقریباً ساٹھ ملین (چھ کروڑ) رہ چکی ہے، مشرقی اضلاع میں مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت ہے اور مغربی اضلاع میں ہندو آبادی زیادہ ہے۔

بنگال کا دریائی نظام

بنگال کی سب سے ممتاز طبعی خصوصیت اس کا دریائی نظام ہے یہ دو بڑے دریا گنگا اور برہمپترا بنگال کی ترقی میں زبردست رول ادا کرتے ہیں، دریا کے بہاؤ کے راستے میں جو تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان کی وجہ سے پوری قوت سے آبادی میں ترقی کرنے والے شہر آباد ہوئے اور نہایت فروغ ہونے والے تجارتی مراکز قائم ہوئے، بنگال کے دریائی نظام نے بنگال کی تاریخ میں بڑا اثر ڈالا ہے۔

بنگال کی آب وہوا

بنگال کی آب وہوا اعتدال کے قریب قریب ہے، سمندر قریب ہونے کی وجہ سے اور کثرت بارش کے سبب یہ خطہ بہت مرطوب ہے، بنگال میں برسات جون یعنی ہندی ماہ جیٹھ سے شروع ہوجاتی ہے اور چھ مہینوں تک بارش و باراں کا سلسلہ جاری رہتا ہے بخلاف ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے وہاں جولائی یعنی ہندی مہینہ اساڑھ (کنوار) سے

برسات شروع ہوتی ہے اور پوس تک چار مہینے موسم برسات رہتا ہے۔

بنگال کی پیداوار

مٹی کی نمی اور قدرتی شادابی اور رطوبت کی وجہ سے بنگال کی زمین بہت زیادہ قوت روئیدگی رکھتی ہے اور بڑی زرخیز ہے یہاں کی خاص پیداوار دھان ہے، دھانوں کی بعض قسمیں یہاں ایسی بھی ہیں کہ ایک دانہ تخم سے دو دو سیر دھان پیدا ہوتے ہیں، یہاں کے چاولوں کی مختلف گوناگوں قسمیں ہیں اور وہ اس قدر کثیر الاقسام اور متنوع ہیں کہ اگر ہر قسم کا صرف ایک ایک دانہ اکٹھا کیا جائے تو ایک بہت بڑا برتن اس غلے سے بھر جائے، دھانوں کی کاشت یہاں سال میں تین بار ہوتی ہے یہاں کی اکثر زمینوں میں سال میں تین فصلیں ہوتی ہیں، دوسری مزروعات مثلاً گیہوں، جو، چنا، سرسوں وغیرہ بھی بعض علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں، چائے کی پتیوں کے درخت بھی یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

یہاں کا بہترین میوہ آم ہے، بعض جگہوں پر آم تو نہایت شیریں بے ریشہ، بڑے خوش ذائقہ بہت لذیذ اور مزے دار ہوتے ہیں اور ان کی گھٹلی نہایت چھوٹی ہوتی ہے آم کا تین سالہ درخت جو ابھی قد آدم کے برابر ہوتا ہے وہ بھی پھل دینے لگتا ہے، نارنگی بنگال میں کثرت کے ساتھ ہوتے ہیں، بڑے قسم کے نارنج، لیموں کاغذی، اناس، ناریل ،ڈلی اور کیلے بھی یہاں بے حساب ہوتے ہیں، سیاہ مرچیں اور پان بھی افراط کے ساتھ یہاں پیدا ہوتے ہیں، ریشم عمدہ اور وافر مقدار میں پیدا ہوتا ہے اور ریشمی کپڑے بھی یہاں بکثرت بنے جاتے ہیں۔

بنگال کا قدیم نام

قدیم زمانے میں شمالی بنگال کو "وارندری" (varindari) کہا جاتا تھا اور "وانگا" (vanga) مشرقی جنوبی بنگال کو کہا جاتا تھا پھر "وانگا" کا اطلاق پورے بنگال پر ہونے لگا، لفظ بنگالہ، وانگا، یا "وانگالہ" ہی کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے۔(۳)

بنگال کی وجہ تسمیہ

بنگ، بگدھ، چرد پادھ زمانہ جاہلیت میں یہاں یہ تین قومیں تھیں، جن کا شمار اس وقت کی دوسری قوموں کے نزدیک اچھوت اور خانہ بدوش قوموں میں ہوتا تھا، ان میں بنگ پورب کی جانب سے آئے تھے جس کو مشرقی بنگال کہتے ہیں اور وہاں سکونت اختیار کر لی، ان کے نام پر اس جگہ کا نام بنگ ہوا پھر رفتہ رفتہ مشرقی اور مغربی پورے حصے کو بنگال کہا جانے لگا۔(۴)

بنگال کے قدیم باشندے

بنگال کے ابتدائی باشندے مختلف النسل اور مختلف تہذیب کے مالک تھے، اور یہ دونوں لحاظ سے اس آریہ خاندان سے بالکل مختلف تھے جس نے ویدلٹریچر کی تدوین کی بنگال کے ہندو باشدوں میں شمالی ھند کی موجودہ ذاتوں کے ساتھ ساتھ سات ذاتیں اور ہیں جو بنگال سے خاص تعلق رکھتی ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں :

(۱) برہمن (۲) کائستھ (۳) سادگوپ (۴) کیوارتا (۵) راج بنسی (۶) پوڈ (۷) بگڈی کائستھ، سادگوپ اور کیوارتا تو بنگال کی خاص ملکی ذاتیں ہیں، تاریخی تجزیہ کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ بنگال کے اونچے طبقہ والوں نے ایکمتاز نسلی وحدت کی شکل اختیار کر لی اور مختلف تاریخی ادوار میں نہایت ہلکی تبدیلیاں (بنگال کے ان اصلی اور قدیم قبیلوں کے باہمی تعلقات و روابط سے جو ان کے گرد وپیش آباد تھے) ان لوگوں میں پیدا ہوگئیں جو ہندوستان کے بالائی حصہ سے نقل مکانی کر کے وارد بنگال ہوئے تھے، یہی حال بنگال کے برہمنوں کا بھی ہوا کہ یہ شمالی ھند کے برہمنوں کے برعکس اپنے پڑوسی بنگال کے غیر برہمنوں سے بھی رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کرنے لگے۔(۵)

بنگال کے قدیم ادیان و مذاہب

بنگال کے قدیم مذاہب درج ذیل ہیں

(۱) وشنو دھرم (۲) شیو دھرم (۳) جین مت (۴) بودھ مت

وشنو دھرم

آٹھویں صدی میں ''وشنوازم'' کو بنگال میں ترقی ہوئی ،بنگال میں وشنو دھرم کا ثبوت رادھا کرشنا طریقہ پرستش سے ملتا ہے،یہ بارہویں صدی عیسوی تک ''جایادیو'' کے زمانے تک بنگال میں قائم رہا۔

شیو دھرم

مشرقی ہندوستان میں یہ دھرم ورمٹیاؤں اور نیچ ذاتوں نے جو ویدک دھرم کے قوانین میں اپنی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے قبول کیا تھا،اس دھرم میں خدا کا تصور رنگین طریقہ میں پیش کیا گیا تھا،خدا کو مختلف اور متنوع ناموں سے یاد کر کے مرادیں مانگی جاتی تھیں۔

مشرقی ھندوستان کے دو راجہ ''کرناشوانا''اور کامروپ کے حکمراں ''سکراورما''،جو ساتویں صدی میں گزرے ہیں شیوازم کے بڑے حامی تھے پہاڑ پور میں اب بھی شیو کے بہت سے قدیم اور جدید بت موجود ہیں جو شیو کی پوجا کا ثبوت پیش کرتی ہیں،پالاؤں اور سینوں کے عہد حکومت میں بھی شیو کی پرستش کا ثبوت ملتا ہے۔

جین مت

جین مت بھی بودھ مت کی طرح مشرقی ھندوستان میں پیدا ہوا کیونکہ اس مت کا بانی مہابیر ویشالی (vaishaliMahabeer) کے پڑوس میں پیدا ہوا اور اس نے اپنا مذہبی زمانہ مگدھ بہار میں گذارا۔

جین مت کا قدیم نام 'نرگرنتھ' تھا اور اسی نام سے گپتا عہد تک جینی فرقہ متعارف تھا 'نرگرنتھ' پنڈرا وردھن (pandaravardhan) میں اشوک کے عہد حکومت میں قائم ہوا،نرگرنتھوں نے اپنا ایک حکمراں مذہبی طبقہ ،شمالی جنوبی اور مشرقی بنگال میں ساتویں صدی عیسوی میں پیدا کر لیا تھا جین مت بنگال کی سرزمیں سے غائب ہو گیا تھا لیکن جب مغربی ھندوستان سے برہمنوں کے ظلم وتشدد سے نجات پانے کے لئے کچھ لوگ

ترک وطن کر کے بنگال پہونچے تو انہوں نے اس مذہب کی جدید تشکیل و اقامت کی اور بعد کو اس کا نام 'جین مت' رکھا گیا اور اس کے بعد شمالی بنگال میں مسلمانوں کے عہد میں جدید جین مت دوبارہ رواج پذیر ہوا اور خالص نرگرنتھ (قدیم جین مت) مختلف مذہبی فرقوں میں ضم ہوگیا۔(۶)

بودھ مت

بعض تاریخی آثار سے پتہ چلتا ہے کہ اشوک سے قبل شمالی بنگال میں اسکی داغ بیل ڈال دی گئی تھی، دوسری صدی میں 'بودھ زم' کا بنگال میں وجود ہو چکا تھا اور گپتا عہد حکومت کے ابتدائی دور میں 'بودھ مت' بنگال کے مختلف شہروں میں فروغ پانے لگا، راج محل (جو اس وقت بنگال میں تھا) میں بودھ دھرم کی سات خانقاہیں تھیں جہاں تقریباً تین سو راہب رہتے تھے اور پینڈراوردھن pandara vardhan میں بھی بودھ مت کی بیس خانقاہیں تھیں جن میں تقریباً تین ہزار بھکشو رہتے تھے ،مشرقی بنگال کا فرماں رواں خاندان ،بودھ مت سے خاص طور پر منسلک تھا ،بودھ مت کے دو فرقوں ''چھاواگیا'' اور ''دیودتا''، کے پیروؤں نے بنگال کو خاص طور سے اپنی مستقل اقامت گاہ بنالیا تھا۔ (۷)

بنگال کی کچھ خاص قدیم اسلامی آبادیاں

بنگال کی قدیم اسلامی آبادیاں تو بہت زیادہ ہیں ان میں سے چندان مشہور اسلامی آبادیوں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق اس وقت مغربی بنگال سے ہے۔

پنڈوہ

ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں پنڈوہ کا نام اس وقت سے آتا ہے جبکہ ۷۵۴ھ/ ۱۳۵۳ء میں ''حاجی الیاس'' حاکم بنگال بادشاہ دہلی ''فیروز شاہ'' سے باغی ہو کر اپنا نام ''لقب ،سلطان شمس الدین'' رکھا، اور بنارس تک تمام علاقے اپنے قبضہ وتصرف میں کر لینے کے بعد پنڈوہ کو اپنا دارالحکومت بنایا، شاہ دہلی اسکی گوشمالی کے لئے پنڈوہ پہنچا

بالآخر سخت جنگ کے بعد صلح ہوئی اور بادشاہ نے قیمتی تحائف و نذرانے کے ساتھ دہلی کے جانب مراجعت کی۔(۸)

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں پنڈوہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ :

”یہ مغربی بنگال کے صوبہ مالدہ کا ایک ویران شہر ہے، یہ کسی زمانے میں مسلمانوں کا دارالسلطنت تھا، یہ مالدہ کے شمال مشرق میں سات میل پر ہے ،اور دوسرے ویران شہر گوڑ“ (لکھنوتی) سے تقریباً بیس میل پر واقع ہے گوڑ کی آب و ہوا خراب ہونے کی وجہ سے اسکونئیسرے سے آباد کیا گیا اور غالباً اسی وجہ سے اسکی وقعت وقدر و منزلت بڑھ گئی تھی، بنگال کے سب سے پہلے خودمختار سلطان ”حاجی شمس الدین الیاس“ نے ۱۳۵۳ھ میں ”گوڑ“ (لکھنوتی) کے بجائے پنڈوہ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا لیکن اس شہر کی سر سبزی اور رونق صرف چند روزہ تھی اس لئے ۱۴۵۳ھ میں پھر گوڑ بنگال کا دارالحکومت بنا“۔(۹)

تاریخی آثار میں اس وقت پنڈوہ میں صرف ایک مسجد آدینہ باقی رہ گئی ہے جسکی بنیاد سکندر شاہ نے ۱۳۶۹ء میں رکھی تھی مخدوم جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ اور چلہ خانہ ہے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت شیخ علاء الحق والدین ابن اسعد لاہوری اور حضرت نورالدین قطب العالم اور حضرت حافظ زاہد بندگی رضوان اللہ علیھم اجمعین کے مزارات نیز حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کا چلہ خانہ، بائس ہزاری درگاہ سونا مسجد تنور خانہ، مدرسہ جلالیہ، سلامی دروازہ، جنتی دروازہ، لکھن سین دالان، قدم رسول، کتب خانہ بوہار وغیرہ پنڈوہ شریف کے خاص اسلامی آثار ہیں۔

مرشد غوث العالم حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات ابن اسعد لاہوری کے آستانہ عالیہ کے قریب ہی مخدوم اشرف مشن کے زیر اہتمام ”جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ“ نام سے ایک خوبصورت دینی تعلیم کا معیاری ادارہ اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ فردوس

نظر ہے جسے خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ایک عبقری شخصیت شیخ المشائخ اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے قائم کیا ہے ،یہ ادارہ حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی اور حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی رحمتہ اللہ علیہا کی جلالت علم وعرفان کا مظہر ہے ،پنڈوہ شریف کی تاریخ ماضی کو زندہ و جاوید رکھنے اور بزرگان پنڈوہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں اس وقت یہ ادارہ نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

شہر لکھنوتی

یہ قدیم شہر ’’جنت آباد‘‘ کے نام سے موسوم تھا ،قدیم ہندوعہد میں یہ بنگال کا پایہ تخت تھا ،اسے سنگلد یپ نامی ایک ہندو راجا نے تعمیر کیا تھا ،اس سے بہت پہلے یہ لکھنوتی کے نام سے مشہور تھا ’’ہمایوں‘‘ بادشاہ نے اس کا نام بدل کر ’’جنت آباد‘‘ رکھا ،جین راجاؤں نے ’’راماوتی‘‘ سے اپنا پایہ تخت منتقل کر کے لکھنوتی میں قائم کیا تھا ،پھر یہی مقام مسلم سلاطین کے دورحکومت میں لکھنوتی کے نام سے مشہور رہا اسے ’’گوڑ‘‘اور ’’گوڈا‘‘ بھی کہتے تھے۔
لکھنوتی میں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اور شیخ علاء الحق پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد کامل حضرت شیخ سراج الدین عثمان معروف بہ اخی سراج آئینہ ہند رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ ہے ،آپ کے متعلق آپ کے شیخ نے خود فرمایا تھا ’’شیخ سراج ہندوستان کا آئینہ ہے‘‘ آپ کی وفات ۷۵۸ ؁ء میں ہوئی ،آپ کے مزار پر عمارتیں حضرت ’’شاہ بن حسین شاہ‘‘ فرماں روائے بنگال نے تعمیر کی ہیں اس زمانے میں اس مقام کو ’’سعد اللہ پور‘‘ کہتے ہیں اور اب ’’پیران پیر‘‘ کے نام سے مشہور ہے ۔یہاں ایک جامع مسجد بھی ہے جسے ’’سلطان محمود بن سلطان علاؤ الدین‘‘ نے تعمیر کی ہے ۔(۱۰)

موجودہ وقت میں آستانہ سے قریب ’’خانقاہ سراجیہ اشرفیہ‘‘ ہے جسے خانوادۂ اشرفیہ کے ایک عظیم چشم و چراغ اشرف الاولیاء سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے تعمیر کی ہے اور ’’سراج المجتبیٰ دار الحفظ‘‘ ہے جسے پیر طریقت حضرت تاج الاولیاء سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی نے تعمیر کی ہے ،اس خانقاہ اور مدرسہ کے ذریعہ اس آستانہ کو بڑا فروغ حاصل ہو رہا ہے اور یہاں کی آبادیاں بھی دن بدن بڑھ رہی

ہیں ورنہ آبادی سے کافی دور اور آستانہ کے چاروں اطراف جنگل ہونے کی وجہ سے آستانہ میں زائرین کا آنا جانا دشوار تھا۔

گوڑ

لکھنوتی ہی کا پرانا نام ''گوڑ'' ہے فرزندان نوج گوریہ کے عہد حکومت میں گوڑ نام رکھا گیا یہ شہر اب بالکل ویران ہے اسکے کھنڈر زبان حال سے اسکی مرثیہ خوانی کر رہے ہیں، جنگ ہونے کے وجہ سے یہ شیروں اور درندوں کا مسکن بن گیا ہے صرف چند آثار قدیمہ، شکستہ عمارتیں اور قدیم قلعہ کے دروازے عظیم الشان جامع مسجد اور نشان قدم رسول یہاں باقی ہیں۔

مرشد آباد

مرشد آباد دریائے بھاگیرتی کے ساحل پر واقع ہے، دریا کے دونوں کناروں پر آبادی ہے، ایک سوداگر ''مخصوص خاں'' نامی نے ایک سرائے یہاں بنائی اور اس کا نام ''مخصوص آباد'' رکھا پھر ''اورنگ زیب عالمگیر'' کے عہد حکومت میں ''نواب جعفر خاں نصیری'' کو جب بنگال اور اڑیسہ دونوں کی ذمہ داری ملی اور دیوان کے ساتھ ساتھ ''مرشد قلی خاں'' کے خطاب خلعت فاخرہ، علم، نقارہ اور ترقی منصب سے سرفراز ہوئے تو مخصوص آباد اور اپنے خطابی نام پر اس شہر کا نام ''مرشد آباد'' رکھا۔ (۱۱)

یہاں کی عمارتوں میں قابل ذکر کوئی چیز نہیں ہے البتہ صرف ایک امام باڑہ نواب سراج الدولہ کا تعمیر کردہ موجود ہے، جو تعریف و توصیف سے بالکل مستغنی ہے، کہا جاتا ہے کہ اسکے مانند حسین و جمیل پورے ہندوستان میں کوئی عمارت نہیں ہے لیکن حوادثات زمانہ کے تھپیڑوں سے اس عمارت کا اب عشر عشیر بھی باقی نہ رہا لیکن اس نمونہ کا ایک جز بھی گویا پوری یادگار ہے۔

کلکتہ

عہد گذشتہ میں کلکتہ محض ایک گاؤں تھا ''کالی'' نام ایک بُت کے تمام مصارف جس

کا مندر وہاں ہے اس گاؤں سے متعلق تھے بنگلہ زبان میں ''کرتا''اور''کتا''، مالک اور خداوند کے معنی رکھتے ہیں اسلئے وہ گاؤں ''کالی کتا'' کے نام سے موسوم ہوا (یعنی اسکی مالک کالی) رفتہ رفتہ زبانوں کے تصرف وتغیر سے الف اور یا حذف ہوگئی اور لوگ ''کلکتہ'' کہنے لگے اور اب ''کولکاتا'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

''نواب جعفر علی خاں'' کی عہد نظامت میں ''شہنشاہ عالمگیر'' کی اجازت سے انگریزوں نے ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' نام سے یہاں ایک کوٹھی تعمیر کی اور بنگال کے تجارتی کاروبار کا سلسلہ جاری کیا اور اب وہی کوٹھی خاص تاریخی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ یہی کوٹھی انگریزوں کی ہندوستان میں حکومت قائم کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

بنگال کی قدیم مختصر تاریخ

چارسو سال قبل مسیح کی تاریخ بنگال بالکل تاریکی ہے اس کے بعد بنگال میں گپتا راجاؤں کی حکومت کا تاریخی دور آتا ہے پھر بنگال کی قدیم خود مختار حکومتیں منصۂ شہود پر آتی ہیں، جن میں ''سماٹاٹا''اور''وانگا'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں پھر''گوڈ''کی حکومت شروع ہوتی ہے اور اسکے بعد''ساسنکا'' کا دور آتا ہے۔

مسلمانوں کی آمد سے قبل بنگال کے غیر مسلم حکمراں

پال خاندان کی حکومت

قدیم بنگال کی تاریخ کا نمایاں دور''پال خاندان''کی حکومت سے شروع ہوتا ہے ''پال خاندان'' کی حکومت کے ممتاز دور کا ثبوت عرب سیاحوں کے بعض بیانات سے بھی ملتا ہے جن میں مسلمان تاجر اور مسعودی خاص طور پر قابل ذکر ہے

پال خاندان کے سلسلہ حکومت کے اول حکمراں دھرمپال نے (۸۱۰۔۷۷۰ء) تک حکومت کی اسکے بعد اسکے بیٹے دیوپال نے (۸۵۰۔۸۱۰ء) تک نہایت شاندار حکومت کی اسکے عہد حکومت میں مشرقی بنگال اسکی راجدھانی تھی، اسکے بعد پھر اس خاندان کے عروج وزوال کا دور آیا اور اس سلسلہ حکومت کے حکمراں مہاپال کے ہاتھ میں زمام

حکومت آتی ہے اور حکومت سنبھالا لیتی ہے، مہاپال (۱۰۷۵۔۱۰۷۰ء) تک حکومت کرتا ہے اسکے بعد ''وارندری حکومت'' کا زمانہ آتا ہے اور ''کیواتا'' سردا کے ماتحت بنگال کی حکومت کا عہد جاری رہتا ہے، اسکے بعد رامپال کی حکومت کا زمانہ آتا ہے اور پال خاندان کی حکومتوں کا دور ختم ہو جاتا ہے۔(۱۲)

پال خاندان کی حکومتوں کے زمانے میں بنگال میں دوسری چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں بھی قائم تھیں جن میں چند راجاؤں اور ان کی مدتہائے حکومت قابل ذکر ہیں۔

پال خاندان کے راجاؤں کے نام اور ان کی حکومتیں

نمبر شمار	اسماء	عہد حکومت	مدت حکومت
(۱)	گوپال	۷۵۰ء	۲۰ر سال
(۲)	دھرم پال	۷۷۰ء	۴۲ر سال
(۳)	دیوپال	۸۱۰ء	۳۹ر سال
(۴)	وگراہاپال	۸۵۰ء	۳ر سال
(۵)	نرائن پال	۸۵۴ء	۵۴ر سال
(۶)	راجپال	۹۰۸ء	۳۲ر سال
(۷)	گوپال ثانی	۹۴۰ء	۱۷ر سال
(۸)	وگراہاپال ثانی	۹۶۰ء	۲۶ر سال
(۹)	مہاپال اول	۹۸۸ء	۴۸ر سال
(۱۰)	نیاپال	۱۰۳۸ء	۱۵ر سال
(۱۱)	وگراہاپال ثالث	۱۰۵۵ء	۱۶ر سال
(۱۲)	مہاپال ثانی	۱۰۷۰ء	۱۵ر سال
(۱۳)	شوراپال ثانی	۱۰۷۵ء	۴ر سال
(۱۴)	رامپال	۱۰۷۷ء	۴۳ر سال

(۱۵)	کومار پال	۱۱۲۰ء	۴۴؍سال
(۱۶)	گوپال ثالث	۱۱۲۵ء	۱۴؍سال
(۱۷)	مدناپال	۱۱۴۰ء	۱۴؍سال
(۱۸)	گودنہ پال	۱۱۵۵ء	۴؍سال

سین خاندان کی حکومت

پال خاندان کے بعد سین خاندان کا دور حکومت آتا ہے سین خاندان اپنے اصل کے اعتبار سے ’’برہمن کھتری‘‘ کہے جاتے ہیں اصل وطن کے اعتبار سے یہ جنوبی ھند کے باشندے تھے اور ’’کارناتا‘‘ سے مغربی بنگال آکر مقیم ہوئے تھے سین سلسلہ حکومت کی تاریخ ’’سامنتا سین‘‘ سے شروع ہوتی ہے اس نے ’’کارناتا سے آکر گنگا کے کنارے اقامت اختیار کی تھی جو ضلع بردوان ڈویژن کا ایک مقام تھا اس کو کسی شاہی خطاب وغیرہ سے مورخین ملقب نہیں کرتے اور نہ کسی اور بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کسی باضابطہ حکومت کی بنیاد ڈالی تھی اسکے بعد ’’ہیمنتا سین‘‘ ابتداً ایک حکمراں سردار کی حیثیت سے جانا جاتا تھا اس کا زمانہ گیارہویں صدی کے آخری ربع صدی میں تھا جب پال خاندان کی حکومت انتشار پذیر ہوئی تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ’’ہیمنتا سین‘‘ نے ’’رادھا‘‘ میں اپنی مستقل ریاست کی بنیاد ڈالی اور خود سے ’’مہاراج دھاراج‘‘ کا خطاب اختیار کیا، وہ کوئی طاقتور راجہ نہیں تھا اسکی حیثیت بھی دوسرے خودمختار رئیسوں کے مانند محض رادھا کے ایک رئیس کی تھی۔

ہمنیتا سین کے بعد اسکا جانشین ’’وجے سین‘‘ ہوا اس کا زمانہ تقریباً ساٹھ سال تک رہا اس نے بھی اپنا ابتدائی زمانہ ایک ماتحت افسر (چیف) کی حیثیت سے گزارا لیکن پھر بھی اس نے اپنے خاندان کی عظمت تقریباً پورے بنگال کو زیرنگیں کرکے بڑھائی۔(۱۳)

سین خاندان کے چند قابل ذکر راجاؤں کے نام اور ان کی مدتہائے حکومت حسب ذیل ہیں۔

سین خاندان کے راجاؤں کے نام اوران کی حکومتیں

نمبر شمار	اسماء	عہد حکومت	مدت حکومت
(۱)	سامنتا سین	۱۰۷۹ء	۳؍سال
(۲)	ہیمنتا سین	۱۰۸۱ء	۱۵؍سال
(۳)	وجے سین	۱۰۹۵ء	۶۰؍سال
(۴)	والال سین (بلاول)	۱۱۵۸ء	۱۱؍سال
(۵)	لکشمن سین (لکھن)	۱۱۷۹ء	۲۷؍سال
(۶)	وشواروپ سین	۱۲۰۶ء	۱۴؍سال
(۷)	کیشاؤ سین	۱۲۲۵ء	۳؍سال

مسلمان فاتحین کے حملہ بنگال کے وقت، بنگال کے زیادہ تر حصے سین راجاؤں کے زیر حکومت تھے، ان کا پایہ تخت ''ندیا'' تھا اس زمانے میں صوبہ بہار بدھ راجاؤں کے زیر حکومت تھا جس کا تعلق ''پال خاندان'' سے تھا اور جنہیں سین راجاؤں نے بنگال سے بھگا دیا تھا۔

بنگال کا نام مسلمان مورخین کی تحریروں میں تیرہویں صدی عیسوی کے بہت پہلے سے پایا جاتا ہے مسلمان مورخین کبھی کبھی لکھنوتی (مغربی بنگال) اور سنارگاؤں (مشرقی بنگال) کے نام سے بھی اسے یاد کرتے ہیں۔ (۱۴)

اسلام کی آمد سے قبل بنگال کی مذہبی اور سماجی صورتحال

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں ''بودھ مت'' کا زوال اور عرب میں اسلام کا ظہور و عروج ساتھ ساتھ شروع ہوا تاہم ''بدھ مت'' کو مٹتے مٹتے بھی ایک زمانہ لگ گیا عرب مسلمان تجار جب ملیبار، سیلون، سندھ، کوکن، گجرات اور سواحل بنگال میں آئے تو ان کا مقابلہ اور رابطہ ویدک دھرم کے ہندوؤں سے نہ تھا بلکہ ان کا زیادہ تر تعلق اور رابطہ بدھ مت کے پیشرووں سے تھا، اس وقت ترکستان سے کابل تک اور کشمیر سے سندھ تک بدھ مت اور

گجرات اور ساحلی علاقوں میں جین مت کا دور دورہ تھا، ملیبار، مدراس اور سواحل بنگال نیز بنگال اور اسکے اطراف ومضافات میں بھی ''ویدک دھرم'' یا ''برہمنی مذہب'' کے پیرولوگ نہ تھے بلکہ زیادہ تر ہندوستان کے قدیم باشندے تھے جن کو درہ خیبر سے آنے والے خود پسند ،مغرور اور ستم شعار برہمنوں نے شمالی ہندوستان سے نکال دیا تھا اور وہ انکے مظالم سے بچنے کے لئے دور دراز علاقوں یعنی ہندوستان کے جنوب اور مشرقی ساحلی علاقوں اور سواحل بنگال کے خطے میں چلے گئے تھے۔(۱۵)

بنگال کے ساحلی علاقہ پر جو راجا حکومت کر رہا تھا وہ بھی بدھ مت کا نہایت حامی تھا ،پال خاندان کے فرماں روا جن کی حکومت بنگال میں تھی بدھ مت کے دل سے قدرداں اور سرپرست تھے، بدھ مت کے تعلیمی مرکز ''نالندہ'' کے لئے انہوں نے اپنے بہت سے پرانے گاؤں وقف کر دیئے تھے، اس حکمراں خاندان کے راجہ دیوپال کی خدمت میں اس مقصد کو لے کر ملیبار کے راجہ نے اپنی خاص سفارت بھیجی تھی جس کے تمام معروضات قبول کئے گئے تھے۔(۱۶)

مغرور برہمن اور آریہ سماج کے سردار بنگال کے قدیم باشندوں پر طرح طرح سے ظلم وستم کرتے تھے اور ان کو اچھوت سمجھتے تھے تحفۃ المجاھدین میں لکھا ہے کہ:

اگر کوئی اونچی ذات کا ہندو برہمن، چھتری وغیرہ ان اچھوتوں سے چھو جائے تو جب تک وہ غسل نہ کرلے کھانا نہیں کھا سکتا اگر کھالے تو سرداران کو اپنی برادری سے نکال کر انہیں نیچے ذات والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا تھا اور اسکی بقیہ عمر غلامی میں گذرتی تھی یا وہ بھاگ کر دوسری جگہ چلا جاتا تھا ایک کنویں سے برہمن اور اچھوت پانی بھی نہیں پی سکتے تھے اور پاس بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے''۔(۱۷)

برہمنوں کے اقتدار اور ان کے شدید ظلم وجور نے عوام کو اس قدر پست و ذلیل کر دیا، اور ان کے اپنے مذہب کو اس قدر گرادیا اور نہ صرف گرادیا تھا ان کی زندگی دوبھر ہو گئی تھی، سوسائٹی میں ان کی حیثیت نہایت پست اور حقیر و ذلیل قرار دی گئی تھی اور وہ پیدائشی غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرنے لگے تھے، چنانچہ دنیش چندرسین لکھتے ہیں:

”برہمنوں کے اقتدار نے نہایت ظالمانہ صورت حال اختیار کر لی تھی ذات پات کی تفریق کے قوانین و آئین روز بروز سخت سے سخت تر ہوتے گئے چنانچہ اس مدت کے اندر جبیر ہمنوں نے ہندو مذہب کے نظری طور پر خوش آئند تخیلات قائم کئے عملی زندگی میں انسان انسان کے درمیان ذات پات کے باہمی امتیاز افتراق کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی، انسان سوسائٹی کا نچلا طبقہ اونچے طبقہ کے استبداد اور ظلم کی چکی میں بری طرح پستا رہا برہمنوں نے تعلیم کا دروازہ نیچے ذات والوں کے لئے بالکل بند کر دیا اور نیچے ذات والوں کے لئے زندگی کی بلند سطح پر پہنچنے کے تمام ذرائع ممنوع قرار دیئے اور برہمن لوگ انکے دھرم پر بلا شرکت غیر کے اجارہ دار بن بیٹھے تھے“۔(۱۸)

اسلام کی آمد سے قبل عرب و ہند کے روابط

ہندوستان اور عرب دنیا کے وہ ملک ہیں جو ایک حیثیت سے ہمسایہ اور پڑوسی کہے جا سکتے ہیں ان دونوں ملکوں کے بیچ صرف سمندر حائل ہے جسکی سطح پر ایسی وسیع اور لمبی چوڑی بحری سڑکیں نکلی ہیں جو ایک ملک کو دوسرے ملک سے باہم ملاتی ہیں، دونوں ملک ایک سمندر کے دو آمنے سامنے کی خشکی کے کنارے ہیں اس جل تھل سمندر کا ایک ہاتھ اگر عربوں کے ارض حرم کا دامن تھاما ہے تو دوسرا ہند و پاک کے قدم چھوتا ہے دریا کنارے کے ملک فطرتاً تجارتی ہوتے ہیں یہی پہلا رشتہ ہے جس نے ان دونوں مما لک کے قوموں کو باہم آشنا کیا۔عرب تاجر ہزاروں برس پہلے ہندوستان اور بنگال کے ساحل تک آئے تھے اور یہاں کے بیوپار اور پیداوار کو مصر، شام، یورپ مما لک تک پہنچاتے تھے اور وہاں کے تجارتی سامان کو ہندوستان کے بنگال اور جزائر ہند، چین اور جاپان تک لے جاتے تھے۔(۱۹)

بنگال اور اسکے اطراف میں اسلام کی آمد

سرزمین ہند میں شمالی ہند سے پہلے جنوبی ہند اور مشرقی سواحل پر مسلمانوں کے قدم آئے اور ان کی نو آبادیاں قائم ہوئیں ان علاقوں میں نہ صرف یہ کہ باہر سے عرب تاجر اور مسلمان آکر آباد ہوئے بلکہ رفتہ رفتہ خود ملک کے باشندوں نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تھا، ہندوستان کے جزیروں میں سب سے پہلے ''سراندیپ'' میں اسلام کا نور چمکا اور سراندیپ ہی مسلمانوں کا پہلا مرکز بنا، دوسرا مسلمانوں کا مرکز ''مالدیپ'' کا جزیرہ تھا ،سلطان محمد تغلق کے زمانے میں اس جزیرہ کا پورا پورا علاقہ مسلمان تھا اور ان میں عربوں اور دیسی مسلمانوں کی آبادیاں تھیں ،تیسرا مرکز ''ملیبار'' اور چوتھا مرکز ''معبر'' تھا جہاں کے لوگ کافی تعداد میں مذہب اسلام کی شعاعوں سے منور ہوئے اور اسی کے ساتھ ساتھ سواحل بنگال بھی اسلام کے فیض و برکت سے مستفید ہوئے۔

ملیبار کے راجہ ''پیرومل'' نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر (چاند کا پھٹ جانا) اپنی آنکھوں سے دیکھا،اس نے اِدھر اُدھر کے لوگوں کو تحقیق حال کے لئے بھیجا بالآخر معلوم ہوا کہ عرب دیس میں ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں اور اس نے یہ معجزہ دکھایا ہے،راجہ یہ سن کر مسلمان ہوگیا اور عرب چلا گیا۔(۲۰)

اسی طرح اہل سرندیپ کو جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا حال عرب تاجروں کی زبانی معلوم ہوا تو انہوں نے اپنا ایک عقلمند اور ہوشیار آدمی تحقیق حال کی غرض سے عرب روانہ کیا، جب وہ مدینہ شریف پہنچا تو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دارفانی سے رحلت فرما چکے تھے اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وصال ہو چکا تھا اس وقت خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر مسند نشیں تھے چنانچہ وہ آپ سے ملا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور پاکیزہ سیرت کے بارے میں معلوم کیا، پھر وہ مدینہ شریف واپس ہوا اور راستے میں بلوچستان میں ان کا انتقال ہوگیا انکے ساتھ ان کا ایک رفیق سفر بھی تھا جو ایک ہندی غلام تھا وہ صحیح سلامت سراندیپ پہنچا اور وہاں کے لوگوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات

سنائے جن سے متاثر ہو کر سراندیپ کے کافی لوگ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔(۲۱)

بنگال میں فروغ اسلام کے تاریخی اسباب

ہند جنوبی ہند اور سواحل بنگال میں اسلام کی آمد و اشاعت کا سب سے پہلا اور قدیم سبب عربوں اور ہندوستانیوں کے تجارتی تعلقات تھے ،عرب مسلم تاجر اور سواحل بنگال کے تجارتی تعلقات نہایت قدیم زمانے سے قائم تھے اور ان تعلقات کا آغاز عرب میں اسلام کی آمد سے .بہت پہلے ہو چکا تھا البتہ اسلام کے بعد عرب قوم کی دینی تنظیم اور مذہبی روح نے ان تعلقات کو از سر نو مستحکم کر دیا اب عرب تاجر پہلے کی طرح صرف رومی مال و اسباب اور عربی مصنوعات و پیداوار ہی ہندوستان نہیں لانے لگے بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنی سب سے بڑی دولت اور عزیز ترین قیمتی متاع جو عرب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے انہیں ملی تھی وہ بھی رفتہ رفتہ اپنے ساتھ لانے لگے اور یہاں سے اب وہ صرف مسالوں ،خوشبوؤں ،تلواروں اور نفیس کپڑوں کے سامان نہیں لے جانے لگے بلکہ پر جوش نومسلموں اور عقیدت مندوں کی کچھ تعداد بھی اپنے ہمراہ لے جانے لگے ،ملیبار ،سندھ گجرات ، کچھ ،کوکن ،سواحل بنگال اور جزائر ھند کی قوموں نے ان مسلم تاجروں کو فرشتہ رحمت سمجھ کر قبول کیا عرب تاجروں نے بنگال کے تمام باشندوں سے اپنا رابطہ بڑھایا ،یہاں کی زبانیں سیکھیں ،ان کے اخلاق ،عادات اور رسوم کا مطالعہ کیا اور نہایت اخلاق کی نرمی اور سرگرمی سے اسلام کی تبلیغ واشاعت کی وہ تمام لوگ سب سے پہلے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے جن سے براہ راست عرب مسلمان تاجروں کے تجارتی تعلقات قائم ہوئے مسلمانوں کے معاملات کی صفائی اور ان کی امانت و دیانت ان کی خدا ترسی اور تقوی اور ان کے مثالی اخلاق عالیہ کو دیکھ کر لوگ خود بخود اسلام کیطرف کھینچتے چلے گئے ،مسلم تجار یہاں کے عام باشندوں کے ساتھ تکبر ونخوت سے پیش آنے کے بجائے بڑی تواضع اور انسانی مساوات واخوت کا اعلیٰ سلوک سے پیش آتے اور ان سے اپنے حسن اخلاق سے گھل مل جاتے اور اسلامی اخلاق کے سانچے میں انھیں ڈھالنے کی کوشش کرتے ۔(۲۲)

ان عرب تاجروں نے اپنی تاجرانہ مصروفیتوں کے باوجود بنگال کے گرد نواح کے تمام ساحلی علاقوں میں اپنی دعوت وتبلیغ کی سعی جاری رکھی اور ان سواحل پر اپنے قدم جمانے اور اسلام کی شعاعیں پھیلانے کے بعد یہ اندرون ملک بھی بڑھنا شروع ہو گئے اور بنگال کے دور دراز علاقوں میں پہنچے، وہاں کے پست حال عوام اور زمانے کے ستائے، دبے کچلے اور حوادثات زمانہ کی چکی میں پسی ہوئی پس ماندہ قوم اور عام باشندگان بنگال کو ایک جدید زندگی بخشی، انہیں اسلام کے حیات آفریں مقام اور مساوات نظام سے آشنا کیا اور بنگال کی ستم دیدہ اور ظلم رسیدہ قوموں میں امید وحیات کی ایک نئی روح پھونکی، یہی لوگ دراصل بنگال میں اسلام، اسلامی اخلاق وآداب اور تہذیب اسلام کے علمبردار بن کر آئے اور ان ہی کے دم قدم سے اسلام کی کرنیں اس دیار میں ضیا بار ہوئیں۔

جب یہ عرب تاجر اور مبلغین اسلام سرزمین بنگال کو اپنے قدم سے مشرف کر رہے تھے اور دین اسلام کی تبلیغ کے ذریعے بنگال کے باشندوں میں ایمان کی روشنی پھیلا رہے تھے اس وقت خطہ بنگال میں سخت مذہبی کشمکش اور معاشرتی ہیجان برپا تھا آریہ قوم کے خود پرست اور اونچی ذات کے ہندؤں نے قدیم پست اقوام کو ملک کے شمالی علاقوں سے ڈھکیل کر مشرق وجنوب کے غیر آباد علاقوں میں بھیج دیا تھا، شمالی علاقوں سے نکالے ہوئے بدھ مت کے پیروں کے لئے عرصہ حیات تنگ ہو چکا تھا، بدھ مت شمالی علاقوں میں شکست کھانے کے بعد جنوبی بہار اور بنگال میں پناہ لینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بنگال میں سین خاندان کے برسر حکومت واقتدار آجانے کے بعد ہندؤں نے بدھ مت کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور یہی وہ وقت تھا جب بدھ مت کے پیرووں کے ساتھ مغرور آریوں نے نہایت ظالمانہ سلوک کیا تھا اور انہیں جانوروں سے بھی بدتر سطح پر گرادیا تھا۔

یہی وہ نازک وقت تھا جب اسلام کا روح افزا پیغام لے کر اسلام کے یہ مبلغین ان مظلوموں کے لئے نجات دہندہ کی حیثیت سے یہاں آپہنچے، انہیں اسلام کی زندگی بخش دعوت دی اور ان کو یہ حیات افروز پیغام اسلام سنایا کہ اسلام ایک مکمل اور معین نظام زندگی

ہے، وہ زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ایک معقول زاویہ نگاہ رکھتا ہے اسلام مظلوموں کی دستگیری کے لئے اپنے پاس ایک عادلانہ جمہوری نظام رکھتا ہے، یہاں گورے، کالے، عربی، عجمی کی کوئی تفریق نہیں ہے سب بھائی بھائی ہیں ایک انسان کو کسی دوسرے انسان پر کوئی برتری حاصل نہیں مگر صرف تقوی اور نیک عمل کی بنا پر، یہاں محمود وایاز شاہ و گدا، سب ایک صف میں ہوتے ہیں، اسلام کی عبادت گاہیں ہر غریب و امیر کے لئے یکساں طور پر کھلی ہوئی ہیں، اسلام کے پاس عدل و انصاف، اخوت ومساوات انسانی کا عالمگیر نسخہ قرآن پاک موجود ہے جو انسان کی اخلاقی، معاشرتی زندگی کے استحکام کا مکمل طور پر ضامن ہے۔

جب سرزمین بنگال کے یہ ظلم رسیدہ لوگ مذہب اسلام کی ان تعلیمات سے واقف ہوئے تو وہ اسلام کی طرف خود ہاتھ پھیلا پھیلا کر بڑھے اور اسلام کی آغوش رحمت کی جانب لپکے، جو غریب کاشتکار اور چھوٹے چھوٹے پیشے والے تھے، ان سب کے لئے اسلام ایک خدائی رحمت تھا جو آسمان سے انہیں پناہ دینے کے لئے آیا تھا۔ (۲۳)

بنگال میں مسلمان تاجروں اور مبلغین اسلام کی آمد کے وقت بودھ مت کا بنگال سے زوال شروع ہو چکا تھا، برہمنون کے اقتدار اور ان کے شدید ظلم و جور نے بنگال کے عوام کو اس قدر پست اور ذلیل کر دیا تھا کہ ان کی زندگی دوبھر ہو گئی تھی اور وہ پیدائشی غلاموں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہے تھے ایسے حالات میں جب مذہب اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پرور انسانی حقوق سے متعلق پیغامات کو عام کرتے ہوئے مسلمان سیاح وتجار بنگال پہنچے اور یہاں بودو باش اختیار کی تو اس بات نے برہمن ازم کو یہاں ایک صریح زک دي اور دن بدن بدھ مت زوال پذیر ہونے لگا عام ہندو آبادی کے ساتھ مسلمانوں کے ربط و تعلق اور میل جول کا نتیجہ بنگال کی ذات پات کی تاریخ میں بہت پہلے ظاہر ہوا اور پرانے عقیدوں کے علمبرداروں (پست اقوام) کو برہمن ازم کے زوال سے بڑا ہی اطمینان نصیب ہوا اور رفتہ رفتہ یہ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے، ان پس ماندہ قوموں کے دلوں میں، اسلام اکابرین اسلام اور اس عہد کے

سچے مسلمانوں کی محبت جا گزیں ہونے لگیں اور اسلام کی آغوش رحمت میں آنے کے لئے بے تاب ہوئے، یہی وہ تاریخی اسباب تھے جن کی بنا پر بنگال میں اسلام کی اشاعت کو بڑی تقویت پہنچی اور یہاں کے عام باشندے جوق در جوق اسلام کی آغوش میں آ کر پناہ گزیں ہوئے۔(۲۴)

بنگال کی تاریخ میں یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جنوبی ہند کے سواحل اور بنگال پر عرب تجار عہد اسلام سے قبل بھی آتے رہتے تھے اور پھر اسکے بعد عہد اسلام میں آٹھویں صدی عیسوی ہی سے مسلم عرب تجار اور سیاح ''چین'' جاتے ہوئے بنگال کے سواحل سے گزرتے تھے اور بنگال کے ان ساحلی علاقوں میں سیاحت و تجارت کے سلسلے میں قیام بھی کرتے تھے، ان مسلمان تاجروں اور مسلم سیاحوں کی مسلسل آمد و رفت کی وجہ سے بنگال کے سواحل خطوں پر دعوت اسلام کا آغاز بہت پہلے ہو چکا تھا اور بنگال کے لوگ غیر محسوس طور پر آغوش اسلام میں پناہ گزیں ہونے لگے تھے۔

بنگال میں اسلام کے فروغ کے اسباب میں ایک سبب تاریخی لحاظ سے یہ بھی ہے کہ افغانوں کے جو مختلف گروہ بنگال میں آ کر آباد ہوتے گئے ان کے اثر و نفوذ اور کوشش اور دعوت دین و تبلیغ اسلام سے بنگال میں اسلام کی بڑی اشاعت ہوئی، ان افغانوں نے یہاں کی نو مسلم عورتوں سے شادیاں بھی کیں اور ان سے جو اولادیں پیدا ہوئیں وہ بہر حال مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرتی رہیں، بنگال میں جب قحط پڑتا تو یہاں کے غریب نادار اور لاوارث بچوں کو قحط کے زمانے میں مسلمان اپنے ہاں پناہ دیتے اکثر بچوں کے غیر مسلم ماں باپ مسلمانوں کو رحم دل جان کر اور انسان دوست سمجھ کر اپنے بچوں کو خود مسلمانوں کے سپرد کر دیتے وہ بچے جب مسلمان گھرانوں اور اسلامی ماحول میں پلتے اور مسلمانوں کے اخلاق حسنہ اور اعلی سلوک سے متاثر ہوتے اور اسلامی تعلیم و تربیت کی فضا میں نشو نما پاتے تو خود بخود اسلام قبول کر لیتے، اس طرح اسلام کے حلقہ بگوشوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔(۲۵)

جو مبلغین اسلام سرزمین عرب سے سواحل بنگال تشریف لائے ان کی خوبی یہ تھی کہ وہ

باخدا لوگ تھے جو اسلام کی اعلی تعلیمات وعمدہ اخلاق کا عملی نمونہ تھے وہ اسلامی توحید کا حیات بخش پیغام اسلامی اخوت ومساوات کا روح پرور مکمل نظام اور تمام انسانوں کے برابر ہونے کا مژدہ جانفزا بنگال کی ایک ایسی قوم کے پاس لائے تھے جن کو ان کے علاوہ ساری دنیا ذلیل وخوار سمجھتی تھی ،اسلام کی تعلیمات بڑی سادہ نہایت اہم اور تمام تر موثر اور دلنشیں ہونے سے ان کے دلوں میں جلد تر گھر کر جاتی تھیں نیز ایک مرتبہ اسلام قبول کر لینے کے بعد وہ کبھی دوسرے مذہب کی طرف توجہ نہیں کر سکتے تھے ،بنا بریں بنگال کے نومسلم ھندو اور ان کی اولاد ہمیشہ کے لئے اسلام کی آگوش میں بڑی استقامت کے ساتھ رہتی چلی آتی تھی ،اس طرح اسلام بنگال کے اس سرسبز وشاداب اور زرخیز خطہ میں بڑی تیزی اور وسعت سے شائع ہوتا گیا۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بنگال کی سرزمین پر مشائخ طریقت اور صوفیائے کرام وعلماء عظام بھی مسلمان تاجروں کے ساتھ اور ان کے بعد مبلغین اسلام کی حیثیت سے تشریف لے آئے ان کی اسلامی اور روحانی تعلیمات اور اخلاقی وروحانی فیوض وبرکات کی روشنی سے بنگال کا گوشہ گوشہ چمک اٹھا یہ اکابر دین اور صوفیاء کرام سرزمین بنگال تشریف لائے ،یہاں اپنی زندگی بسر کی اور اسلام کی تبلیغ اور علوم اسلام کی ترویج فرما کر بڑے بڑے اہم دینی کارنامے انجام دیئے بلاشبہ ان کی ذاتی سیرت عالیہ اور اخلاق کا اثر اسلام کے فروغ اور اسکی روشن تعلیمات کو پھیلانے میں بے حد دخیل رہا ،اور بنگال کے طول وعرض میں ان کی گراں قدر تعلیمات اور روشن خدمات نے دنیا پر گہرا نقش چھوڑا ،جن کی بابت بنگال میں اسلام کی اشاعت کی کوشش بلیغ کرنے کے تاریخی واقعات مختلف تذکروں اور تاریخ وسیر کی کتابوں میں موجود ہیں ،جن کو یکجا کرنے سے ان کی تبلیغی علمی اور تہذیبی کارناموں کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے ان بزرگوں میں سے اکثر کے مزارات اب بھی مرجع عام وخاص ہیں ۔

خاندان تغلق کی حکومت کے آخر عہد میں غوث العالم سلطان حضرت سید مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ للہ علیہ سمنان کی بادشاہت کو ٹھکرا کر پورے ہندوستان کی سیاحت

کرتے ہوئے مالدہ بنگال پہنچے حضرت شیخ اخی سراج آئینہ ہند رحمتہ للہ علیہ کے مرید وخلیفہ حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات رحمتہ للہ علیہ کی خدمت میں پنڈوہ شریف حاضر ہوئے اور وہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد جون پور کے فرماں رواں سلطان ابراھیم شرقی کو ایک خط لکھا جس سے بنگال کی سرزمیں پر داعیان اسلام اور صوفیاء کرام کی تبلیغ دین کے اثرات کی پوری پوری عکاسی نظر آتی ہے لکھتے ہیں ''الغرض بنگال میں کوئی شہر قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں صوفیاء اور اولیاء اللہ داعیان اسلام آکر آباد نہ ہو گئے ہوں''۔(۲۶)

بنگال کی سرزمین جن صوفیاء کرام اور علماء وعظام کے فیوض و برکات روحانی سے منور اور روشن ہوئی ان میں سے چند مشہور صوفیاء کرام کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری حضرت امیر خسرو دہلوی، حضرت اخی سراج الدین عثمانی معروف اخی سراج، حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات پنڈوی، حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، غوث العالم حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی، حضرت شیخ نورالدین المعروف بہ قطب العالم پنڈوی مخدوم شیخ حافظ زاھد بندگی، شیخ مخدوم حسام الدین مانک پوری، حضرت شیخ مخدوم احمد عبدالحق رودولوی، حضرت شیخ جلال الدین گجراتی، حضرت شیخ جلال الدین یمنی فاتح حضرت شیخ ابراہیم بنگالی۔ بحرالعلوم مولانا عبدالعلی فرنگی محلی وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے نام نمایاں ہیں۔

ان بزرگوں نے بنگال کے مسلمانوں میں اسلام کی احیاء کی تجدید کی اور اسلامی جہاد کی روح پھونکنے کا جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا وہ اسلامی تاریخ بالخصوص بنگال کی اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بنگال میں اسلام جبر واکراہ سے نہیں پھیلا بلکہ جو عربی تجار بنگال آئے ان عرب تاجروں کے لباس میں خود علماء صوفیاء کرام یا ان کے ہمراہوں میں صوفیاء کرام اور اولیاء کرام کی معتدبہ جماعتیں تھیں جنہوں نے اسلام کی دعوت

کافریضہ نہایت خوش اسلوبی اور مستعدی سے انجام دیا ان اکابرین نے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اپنے مثالی اخلاق عالیہ کی تلوار سے،طہارت و پاکیزگی نفس کی توپ سے اسلامی سیرت کی بلندی کرداراور پختگی کے تفنگ سے ان پسماندہ مظلوموں کے قلوب کو فتح کیا ان باتوں کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے برصغیر ھند و پاک کے مقامات کی طرح بنگال کے اضلاع میں بھی نومسلموں کی اکثریت آبادی ایسے شہروں میں نہیں ہے جوکسی زمانے میں اسلامی سلطنت کا دارالحکومت اور پایہ تخت رہتے تھے،بلکہ مسلمانوں کی جس قدر اکثریت بھی ہے وہ دیہاتوں میں ایسے اضلاع میں ہی ان کی کثیر آبادی ہے جہاں مغربی صوبوں سے گئے ہوئے نو آباد مسلمانوں کے خاندان کا نام ونشان تک نہیں ہے،یہ اس حقیقت کا روشن ثبوت ہے کہ بنگال میں طاقت اور حکومت کے دباؤ اور اثر سے اسلام کی اشاعت ہرگز نہیں ہوئی اگر ایسا ہوتا تو ایسے مقامات میں جو اسلامی دارالسلطنت رہ چکے تھے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہئے تھی کہ ایسے مقامات ہی اسلامی حکومت کے زیر اثر و اقتدار سے لازمی طور پر زیادہ متاثر ہو سکتے تھے۔

ان تاریخی شواہد سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ یورپین مستشرقین کی منظم کذب بیانی اور دروغ گوئی اور آریہ دستوں کے سفید جھوٹ کی سفیدی نمایاں ہو جاتی ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا تھا ،ان حقائق کے اجالے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام صرف بنگال ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں میں مبلغین اسلام کے اعلی کردار اور اخلاق حسنہ سے پھیلا ہے۔

سرزمین بنگال میں فروغ اسلام کے تعلق سے یہ تاریخی حقیقت بھی خاص اہمیت ہے کہ بارہویں صدی کے اخیر میں بختیار خلجی نے بہار اور بنگال کو فتح کر کے اول اول اسلامی سلطنت یہاں قائم کی اور گوڑ کو بنگال کا پایہ تخت قرار دیا اور یہاں کافی مدت تک اسلامی حکومت قائم رہنے کی وجہ سے قدرتاً اسلام کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہوئی،مگر درمیان میں دس برس کے لئے راجہ کانیس (kanis) عہد میں ۱۳۸۵/۸۷ ہندوؤں کا راج پھر بنگال میں قائم ہوگیا اس راجہ کے عہد میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی قطعا حاصل نہ تھی

مسلم رعایا طبعا راجہ کو ناپسند کرتی تھی کہ اس نے شہزادیٔ مرشد غوث العالم حضرت نور قطب عالم پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ کے اہل خاندان پر جو بنگال کے مسلمانوں میں بڑی عظمت و احترام اور قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے، سخت مظالم ڈھائے، لیکن خدا کا کرم اور حضرت نور قطب عالم پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت کے فیض سے راجہ کے بیٹے "جٹ مل" نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا، جسکی مختصر تاریخ حسب ذیل ہے ۔

سنہ ۱۴۰۴ء میں جب جٹ مل کا باپ راجہ کینس مرگیا تو جٹ مل نے راج کے تمام سرداروں کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا عزم ظاہر کیا اور کہا " اگر یہ ہندو سردار اور امرا مجھے تخت حکومت پر بیٹھنے کی اجازت میرے تبدیل مذہب کی وجہ سے نہ دیں گے تو میں بڑی خوشی سے اپنے بھائی کے حق میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں گا "سرداروں نے جب یہ گفتگو سنی ایک زباں ہو کر بول اٹھے" راجہ کو اختیار ہے جو مذہب چاہے اختیار کرلے ہم ہر حال میں اسے اپنا فرماں رواں تسلیم کرلیں گے" اسکے بعد "جٹ مل" نے بہت سے علمائے اسلام کو مدعو کیا تاکہ سر دربار جب وہ ہندو دھرم ترک کر کے اسلام کی آغوش میں آنے کا اعلان کرے تو یہ علماء کرام بھی اس واقعہ کے عین شاہد رہیں چنانچہ "جٹ مل" نے اسلام کا اعلان کرنے کے بعد اپنا اسلامی نام "جلال الدین محمد شاہ" رکھا ،اس راجہ کے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ کافی رعایا بھی دامن اسلام کے جھرمٹ میں آئے راجہ کے مسلمان ہونے کا اثر یہاں کی ہندو رعایا پر نہایت گہرا پڑا ،چنانچہ اس راجہ کے عہد میں بکثرت ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔(۲۷)

مختصر یہ کہ عرب کے تاجروں، مبلغین و داعیان اسلام اور ہندوستان کے فقراء، درویشوں، علماء کرام اور صوفیائے عظام کی دعوت و تبلیغ ،ان کی مسلسل جدو جہد، تگ و دو اور ان کے اثر و نفوذ سے بنگال کے عام باشندوں میں اسلام اور اسلامی تعلیمات بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ پھیلیں اور یہاں کے عوام کافی حد تک اسلام سے متاثر ہوئے نیز خود ھندوؤں میں بہت سے ایسے افراد پیدا ہوئے جنہوں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اپنے اندر اصلاحات کئے جن جماعتوں یا افراد نے اسلامی عقائد ،اصول اور اسلامی

تعلیمات کو پوری طرح اختیار کیا وہ تو اسلام کے دائرے میں پوری طرح آگئے باقی بہت سے ایسے بھی لوگ تھے جن تک اسلامی تعلیمات صحیح اور پوری طرح نہ پہنچ سکیں انہوں نے صرف بعض اچھی باتیں اسلام سے لے کر ایک نئے مذہب یا فرقہ کی بنیاد ڈال دی اور پھر رفتہ رفتہ اس فرقہ کے بانی کی حیثیت عام جہالت اور اسکے پیروں کے فرط عقیدت اور غلو کی وجہ سے اوتار سمجھی جانے لگی۔(۲۸)

جہاں تک کمیت کا تعلق ہے بنگال میں اسلام کے اثرات بڑی وسعت اور سرعت سے پھیلے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جہاں تک کیفیت کا تعلق ہے اسلام کی تعلیمات کی باضابطہ مسلسل منظم اور ہمہ گیر تعلیم و تربیت کا انتظام یہاں نہ ہونے کی وجہ سے پورا پورا اسلامی رنگ یہاں کی پوری اجتماعی زندگی میں نہ رچ سکا۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بھی بنگال کی دیہاتوں میں بہت سے خاندان ایسے ملیں گے جن کے اندر بہت سی غیر اسلامی اور ہندوانہ رسمیں موجود ہیں اور بہت سی ایسی باتیں تہذیبی نقطہ نگاہ سے نظر آئیں گی جو اسلامی تعلیمات کی روح سے کوسوں دور ہیں اور ہندو تہذیب کی غمازی کرتی ہیں۔

بنگال کے قدیم مذاہب پر مذہب اسلام کے اثرات

بنگال کی سرزمین پر جب اسلام آیا تو اسلامی تعلیمات نے بنگال کے قدیم مذہبی عقائد و تہذیب اور اسکی اجتماعی زندگی پر نہایت گہرا اثر ڈالا ، چنانچہ دنیش چندر سین اس تعلق سے لکھتے ہیں کہ ”مسلمانوں کی آمد کے بعد بنگال میں شکتا اور وشنو دھرم زوال پزیر ہونا شروع ہو گئے اور وشنو دھرم کی لا شخصیت کے تخیل کو ھندو تصوف اور باطنیت کے ساتھ ساتھ تدریجاً پس پشت پھینک دیا گیا۔(۲۹)

یہی مصنف اپنی کتاب ہسٹری آف بنگال میں بنگال کی مذہبی زندگی کے تاریخی حالات کے باب میں یوں رقمطراز ہیں :

”جب بنگال میں اسلام آیا تو اسلام کا نہایت صاف سادہ عقیدہ اور جمہوری نظریہ تھا اسکی آفاقی فکر و بلند عالمگیر نصب العین نے قدیم ظالم سوسائٹی کی پیدا کردہ تمام تفریق و امتیاز کے بت توڑ ڈالے ،اسلام نے انسانی مساوات

واخوت کی تعلیم دی اور صاف لفظوں میں یہ بتایا کہ ایک خدا کے ماننے والے تمام انسان ایک ہیں انسانی حیثیت سے بالکل برابر درجہ رکھتے ہیں کسی انسان کو کسی انسان پر انسان ہونے کی حیثیت سے کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں ہے ،غرض اسلام نے رنگ نسل اور تمام جغرافیائی امتیازات کو مٹا کر خدائے واحد کی پرستش کی ایک لڑی میں سب انسانوں کو منظم کر دیا "۔(۳۰)

دنیش چندر سین اسلام کی برتری اور اسکے حیات بخش ہونے کا اعتراف اپنے الفاظ میں ایک دوسرے مقام پر یوں کیا ہے:

"مسلمان اپنے ساتھ ایک موثر ،قوی ، زندہ اور حیات بخش مذہب و عقیدہ لے کر بنگال میں وارد ہوئے ،ان کا قرآن پاک جس کے منزل من اللہ ہونے پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور جو ان کے اندر ایمانی روح پھونکتا ہے اور ان کے دلوں میں یہ بات اتار دیتا ہے کہ اسلام کا خدا ایمان والوں کی مدد کرتا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتے ان کو ہلاک و برباد کرتا ہے اسکی یہ تعلیم خالص اسلامی توحید کی دعوت نے بنگال کے پورے علاقہ پر نہایت گہرا اثر ڈالا اور مذہب اسلام کے طریقہ عدل و مساوات و اخوت نے اپنی فضیلت و برتری تمام دوسرے مذاہب پر قائم کر دی"۔(۳۱)

عہد برطانوی میں بنگال میں برہموسماج کے بانی "راجہ رام موہن رائے"اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بہت متاثر ہوا اسلام سے خالص توحید اخذ کر کے اپنی اصلاحی تعلیمات میں شامل کیا اور "کتاب الموحدین" نام سے ایک کتاب فارسی زبان میں خود تحریر کیا دیباچہ عربی میں لکھا "راجہ رام موہن رائے" نے عربی وفارسی کی اعلی تعلیم پٹنہ میں مسلمان اساتذہ و علماء کی خدمت وصحبت میں حاصل کی تھی اور ان پر اسلام کے بنیادی عقیدہ "عقیدہ توحید

’’کی صداقت کا گہرا اثر تھا۔

’’وشو بھارتی یونیورسٹی شانتی نکیتن‘‘ کلکتہ کے بانی اور سرپرست ’’ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور‘‘ برہمو سماج عقیدہ کے پیشرو تھے ،ان کے والد فارسی کے اچھے فاضل تھے اور اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر تھے مشہور ہے کہ ’’دیوان حافظ‘‘ ہر وقت ان کے سرہانے رکھا رہتا تھا شانتی نکیتن کے حدود میں مورتی پوجا اور شراب پینے کی اب بھی ممانعت ہے ،ٹیگور خاندان پر اسلامی تہذیب و تمدن کے گہرے نقوش اب بھی ثبت نظر آتے ہیں ،لباس ،پوشاک ،خوراک اور معاملات مسلمانوں جیسے ہیں ۔(۳۲)

ورق تمام ہوا اور بات باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

قد تمّ الکتاب بتوفیق اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ الاعلی وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

یکم ربیع الاول بروز جمعہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۳ ؍جنوری ۲۰۱۴ء

حوالہ جات

(۱) عہد اسلامی کا بنگال: ص، ۱۳۲
(۲) آئین اکبری جلد دوم: ص، ۴۹
(۳) ہسٹری آف بنگال حصہ اول : ص، ۱۰۲
(۴) بنگلہ ساہتیہ اتہاس: ص، ۳
(۵) ہسٹری آف بنگال حصہ اول : ص،۵۵۷
(۶) ہسٹری آف بنگال حصہ اول : ص، ۴۱۱
(۷) عہد اسلامی کا بنگال : ص، ۱۱۹
(۸) تاریخ فرشتہ: ص، ۴۸
(۹) انسائیکلو پیڈیا آف بنگال بیان پنڈوہ: ص،۳۷۵
(۱۰) ریاض السلاطین: ص،۱۲۲
(۱۱) اسلامی حکومت کا بنگال : ص، ۳۷
(۱۲) ہسٹری آف بنگال حصہ اول : ص، ۱۲۲
(۱۳) تاریخ بنگال جلد اول ہندو عہد : ص، ۲۱۰
(۱۴) انسائیکلو پیڈیا آف بنگال بیان بنگال : ص، ۴۴۷
(۱۵) ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا : ص، ۱۳۲
(۱۶) تاریخ بنگال، جلد اول : ص، ۱۲۲
(۱۷) ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا : ص، ۱۳۴
(۱۸) ہسٹری آف بنگال حصہ اول : ص، ۱۳۶
(۱۹) عرب و ہند کے تعلقات : ص، ۶
(۲۰) عرب و ہند کے تعلقات : ص، ۱۵۷
(۲۱) عجائب الھند : ص، ۱۵۷
(۲۲) تاریخ بنگال جلد اول : ص، ۲۱۰
(۲۳) عہد اسلامی کا بنگال: ص، ۱۶۶

(۲۴) عہد اسلامی کا بنگال :ص، ۱۷۰
(۲۵) عہد اسلامی کا بنگال:ص، ۱۶۱
(۲۶) عہد اسلامی کا بنگال :ص، ۱۶۵
(۲۷) عہد اسلامی کا بنگال :ص، ۱۶۰
(۲۸) عہد اسلامی کا بنگال :ص، ۱۵۹
(۲۹) ہسٹری آف بنگال :ص، ۲۲۵
(۳۰) ہسٹری آف بنگال:ص، ۲۱۲
(۳۱) ہسٹری آف بنگال :ص، ۲۱۹
(۳۲) عہد اسلامی کا بنگال:ص، ۱۷۱

مصنف کی دیگر کتب پر علما و مشائخ کے تاثرات

ازقلم : مفتی مشتاق احمد اویسی امجدی

استاذ و مفتی: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

مصنف کتاب حضور ممتاز القلم ،اشرف الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی کہنہ مشق مفتی، عظیم مدرس ،ایک اچھے قلمکار اور صاحب طرز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خلیق و منلسار، نیک صفت اور منکسر المزاج ہیں اب تک آپ کے نوک قلم سے درجنوں کتب و رسائل طبع ہو کر قارئین سے داد و تحسین وصول کر چکے ہیں، آپ نے قرطاس وقلم اور تحقیق و ادب کی دنیا میں بہت قلیل وقت میں اپنی ایک اہم شناخت پیدا کی ہے، اپنے عمدہ اخلاق و کردار اور تحقیقی مضامین و تحریرات کی بنیاد پر اصاغر و اکابر کی انجمن میں یکساں مقبولیت کے حامل ہیں اور نہایت عزت و تکریم سے یاد کیے جاتے ہیں ،ذیل میں آپ کی کئی کتب و رسائل پر مرقوم علما و مشائخ کے تاثرات ملاحظہ کریں اور ہمارے مذکورہ دعویٰ کی سند و توثیق حاصل کریں۔

تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ محمد جلال الدین اشرفی جیلانی، کچھوچھہ شریف۔

حضرت علامہ نصیر الدین اشرفی چشتی علیہ الرحمہ مشرقی بہار کی علمی و روحانی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں ۔آپ کی ذات ستودہ صفات کئی معنوں میں اپنے معاصرین سے ممتاز تھی ۔عزیز القدر مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی نے حضرت والا کی بارگاہ میں احسن طریقے سے خراج عقیدت پیش کیا ہے ۔حضرت کی حیات مبارکہ کا ایک مختصر مگر پر کیف اور جامع مرقع پیش کیا ہے، عزیز موصوف کی علمی وقلمی صلاحیتوں سے ایسی ہی امیدیں وابستہ ہیں ۔ یہ رسالہ ”استاذ العلما مشرقی بہار کی ایک عبقری شخصیت“ حجم کے اعتبار سے بہت مختصر ہے مگر مشمولات کے اعتبار سے عالمانہ ومحققانہ ہے، اس سے حضرت ممدوح کی معنویت اور ان کے افکار کی افادیت کا پتہ چلتا ہے اور رسالہ کے اندر ایک تازگی، علمی گیرائی اور مثبت نقطہ نظر کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔

[استاذ العلما مشرقی بہار کی عبقری شخصیت، مطبوعہ: مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ص ٦ :]

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی : سابق شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی۔

یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے مرید با اخلاص حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی نے آپ کی سوانح میں ایک صحیفہ گرامی (اشرف الاولیا حیات وخدمات) ترتیب دیا ہے جس میں حسن عقیدت کے نور کے ساتھ ساتھ جمال حقیقت کا ظہور بھی ہے

[اشرف الاولیا حیات وخدمات، مطبوعہ: مخدوم سمناں کمیٹی دہلی ص ٢٢:]

محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مدظلہ العالی، سابق شیخ الحدیث : جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

زیر نظر کتاب ''اشرف الاولیا حیات و خدمات'' میں عزیز گرامی حضرت مولانا محمد کمال الدین مصباحی صاحب سلمہ نے اشرف الاولیا حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے گراں قدر حیات و خدمات اور زریں کارناموں کو بیان کیا ہے ۔عزیز موصوف جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ذہین طالب علموں کی صف میں رہے، تحصیل علم کے زمانے میں جیسے وہ پڑھنے کے شوقین تھے ویسے وہ لکھنے کا ذوق بھی رکھتے تھے،اب وہ کئی سالوں سے تدریس کا کام کر رہے ہیں اور لکھ بھی رہے ہیں اس لیے وہ دونوں میں پختہ کار ہیں ۔مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس کتاب کو مقبول انام اور مفید عام بنائے ۔(آمین) [اشرف الاولیا حیات و خدمات، مطبوعہ : مخدوم سمناں کمیٹی ،ص ۲۴:]

صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، ناظم تعلیمات : جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

میرا اندازہ ہے کہ ان کی (اشرف الاولیا سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) طویل خدمات کو صفحات قرطاس پر سمیٹنا آسان نہیں مگر حضرت کے جواں ہمت فرزند سید جلال الدین قادری کے نیک عزائم کو خدا سلامت رکھے انہوں نے ابتدائی اور مختصر حالات مرتب کرنے کے لیے حضرت کے مرید باوفا عزیزی مولانا کمال الدین اشرفی مصباحی کو کام سے لگا دیا ہے ،یہ جامعہ اشرفیہ سے فضیلت اور اختصاص فی الفقہ کی تکمیل کر کے کئی سال سے تدریسی خدمات سے وابستہ ہیں ،تلاش و جستجو اور محنت کا جذبہ بھی رکھتے ہیں ۔[حوالہ سابق ،ص ۳۵:]

سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی : صدر المدسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

''اشرف الاولیا حیات و خدمات'' کے مصنف جناب مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دام مجدہ ہیں، موصوف ایک اچھے قلم کار ہیں اور اب تک کئی ایک کتابیں اور مقالے تحریر کر چکے ہیں یہ آپ (اشرف الاولیا علیہ الرحمہ) کی سوانح حیات پر لکھی گئی اولین کتاب ہے جس میں آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر اچھی روشنی ڈالی گئی ہے اور آپ کے دینی و ملی کارناموں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

[اشرف الاولیا حیات و خدمات، مطبوعہ : تاج الاصفیا دار المطالعہ ،ص ۳۶:]

ماہر لسانیات ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی، پروفیسر : مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد۔

عزیز القدر مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی کی اس تصنیف میں سوانح نگاری کی اکثر خوبیاں موجود ہیں ۔انہوں نے حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات کے تمام گوشوں کو ایک خوب صورت توازن کے ساتھ جمع کر دیا ہے ۔جس میں اطناب عمل ہے نہ ایجاز فعل بلکہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کی نگاہ میں ''حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' کی پوری سوانح آجاتی ہے ۔موصوف نے بڑی ہی خوبی کے ساتھ اس مختصر میں حضرت والا کی حیات و خدمات اور کرامات سب اکٹھا کر دیا ہے ۔''اشرف الاولیا حیات

وخدمات''ایک ایسی کتاب ہے جو مستقبل میں مترجم لہٗ پر کام کرنے والے ہر محقق کے لیے مصدر کی حیثیت کی حامل ہوگی بلکہ سوانح خانوادہ اشرفیہ پر ہونے والے ہر علمی کام کے لیے بھی ایک ناگزیر مرجع ہوگی۔[حوالہ سابق،ص ۴۴:۴۵/]

نازش فکروقلم حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، شیخ الادب: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

زیر نظر کتاب''اشرف الاولیا حیات خدمات'' کے مصنف جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے ایک با ذوق فاضل جناب مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی زید مجدہم ہیں، موصوف حضرت اشرف الاولیا سے بیعت ہیں اچھے باوقار اور باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ تحریر وتصنیف سے خاصہ لگاؤ رکھتے ہیں، اب تک کئی کتابیں ان کے نوک قلم سے معرض وجود میں آچکی ہیں، محنت و جفاکشی کے عادی ہیں، اس لیے جامعہ اشرفیہ میں تعلیم کے دوران ہمیشہ اچھے اور نمایاں طلبہ میں شمار کیے جاتے رہے اور فراغت کے بعد بھی تحریر و تدریس کے میدان میں ان کی کوششیں جاری وساری ہیں۔

[اشرف الاولیا حیات وخدمات، مطبوعہ: تاج الاصفیا دار المطالعہ،ص ۶۲:۶۳/]

ادیب شہیر مولانا مبارک حسین مصباحی، ایڈیٹر: ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور۔

مولف کتاب حضرت مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب نے اشرف الاولیا کی داستان حیات کے بہت سے گوشوں پر خامہ فرسائی کی ہے مگر یہ نقش اول ہے۔انہوں نے اہل قلم اور اہل عقیدت و محبت کے لیے زمین فراہم کی ہے''حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ'' کی حیات و خدمات کا حد نظر ایک جہان ہے جس پر مسلسل لکھا جاتا رہے گا مگر اس کتاب کو ہمیشہ بنیادی حیثیت حاصل رہے گی اور قلمی دنیا میں یہ بہت بڑا اعجاز ہے۔مولیٰ تعالیٰ ہم سبھوں کو عنوان کتاب کے فیوض و برکات سے ہمیشہ شاد کام رکھے اور اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے۔آمین[حوالہ سابق،ص ۸۶]

محقق عصر معروف سوانح نگار ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، (پی،ایچ،ڈی) گھوسی۔

''نام نیک رفتگاں ضائع مکن'' کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی نے حضور اشرف الاولیا کی حالات زندگی، علمی دینی اور روحانی خدمات پر اہم کتاب مرتب فرمائی ہے جو حضرت اشرف الاولیا کی ذات وصفات کے تفہیم کے لیے اولین دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے امید ہے کہ یہ قلمی کاوش ماخذ ومصدر کی حیثیت حاصل کرے گی۔[حوالہ سابق،ص ۷۳:]

جامع معقولات حضرت مولانا شمس الہدیٰ رضوی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

عزیز سعید حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی زید فضلہ کی کمال سعادت مندی اور فیروز بختی ہے کہ انہوں نے اپنے مرشد برحق حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات پر کافی محنت و جانفشانی کے ساتھ والہانہ عقیدت میں تگ و دو کر کے اچھا خاصہ مواد جمع کیا اور''اشرف

الاولیا حیات وخدمات'' کے نام سے ایک سوانح مرتب فرمائی، بارگاہ یز دمتعال میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ عزیزم مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی زید فضلہ کی اس قلمی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کو مقبول انام خواص وعوام بنائے۔(آمین)[حوالہ سابق،ص ۹۱: ر ۹۲]

فاضل محقق مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی، صدر مفتی: نوری دارالافتا، بھیونڈی۔

تمام اہل سنت کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دام ظلہ العالی کہ انہوں نے ''عدت گزرجانے کے بعد بھی مطلقہ عورت اپنے شوہر سابق سے نفقہ کی مستحق ہے'' سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف قلم اٹھایا اور ''مسلمان اپنے مسائل کے لیے دارالقضا سے رجوع کریں'' کے عنوان پر جامع تحریر رقم فرمایا، اس تحریر کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے تقریبا بیس سے زائد اخباروں نے حساس کالم میں نمایاں طور پر جگہ دی، زیر نظر رسالہ ''مطلقہ عورت کے نان ونفقہ کا شرعی حکم اور سپریم کورٹ کے فیصلے'' اسی مضمون کی بطور اضافہ کتابی شکل ہے ،جو مولانا کی قلمی کاوش، وسعت مطالعہ، ذوق تحقیق، فہم فقہ، بے باکی، دور بینی، حق گوئی اور غیرت ایمانی کا اشاریہ ہے، موصوف اس سے پہلے بھی کئی مختلف حساس موضوع پر قلم اٹھا چکے ہیں، موصوف تدریس، تصنیف، تحقیق، تقریر، تبلیغ سے وابستہ ہوکر بھی سماجی امور، سیاسی مسائل اور عدالتوں کے فیصلوں پر گہری نظر رکھتے ہیں جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔
[مطلقہ عورت کے نان ونفقہ کا شرعی حکم اور سپریم کورٹ کے فیصلے، مطبوعہ: رضوی کتاب گھر دہلی، ص ۹:]

محقق رضویات مفتی محمد عیسی رضوی، صدر مفتی وشیخ الحدیث: الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم، قنوج، یوپی

پیش نظر کتاب ''فقہ اور فتاوی کی تدوین وتاریخ'' ایک ایسی حسین وعمدہ اور تحقیقی دستاویز ہے جو اسم باسمی اور قابل مطالعہ ہے۔اس میں صاحب فکر وقلم حضرت علامہ ومولانا مفتی کمال الدین صاحب اشرفی مصباحی صدر مفتی وشیخ الحدیث ادارۂ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی یوپی نے جس انداز میں مختصر اور جامع گفتگو کی ہے وہ سراہنے اور داد وتحسین کے لائق ہے، مولانا موصوف نے اس میں فقہ کی تعریف، اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی ،اس کی غرض وغایت، فقیہ ومفتی کا اطلاق ،افتا کا لغوی واصطلاحی معنی، افتا کی اہمیت وضرورت، مفتی کی تعریف ،مفتی کی قسمیں، فتوی کے اقسام وانواع ،شریعت اسلامیہ کے سب سے اول مفتی ،فتوی کی تاریخ ،مشاہیر مفتیان کرام، مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے مفتیان کرام، کوفہ ومصر وشام ویمن کے مفتیان کرام، مجتہدین صحابہ اور دیگر مجتہدین عظام، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، ان کے مشاہیر اساتذہ وتلامذہ، فقہ اسلامی کے مختلف ادوار کی جھلکیاں ،ائمہ اربعہ اور ان کے فقہی مسالک ،طبقات فقہائے احناف ،کتب اصول ،کتب فتاوی وغیرہ مباحث وعنوانات پر جوز ور قلم صرف کیا ہے وہ بے مثل اور لائق ستائش ہے اور اس سے یہ اندازہ واحساس ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کی نظر فقہ اسلامی کے ساتھ مختلف علوم وفنون پر بھی عمیق وگہری اور انداز محققانہ ہے، حضرت مولانا مفتی کمال الدین صاحب اشرفی مصباحی کو اللہ تعالیٰ نے متعدد محاسن وخوبیوں سے نوازا ہے، ان کے انداز درس

وتدریس، تعلیم وتعلم کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی ذوق فراواں ہے۔مولانا موصوف نے اب تک مختلف موضوعات پر ایک درجن سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف کی ہیں،مولانا موصوف کا قلم رواں اور سیال ہے ۔فروغ رضویات میں بھی ان کا کردار قابل رشک وتقلید اور لائق التفات ہے،رب کائنات ان کی انگلیوں اور ان کے قلم کی حفاظت فرمائے۔آمین

[فقہ اور فتاویٰ کی تدوین وتاریخ،ص ۴۱:۴۲/]

ماہر توقیت مفتی محمد رفیق الاسلام نوری،صدر مفتی وشیخ الحدیث: جامعہ شکوریہ بلہور،کانپور،یوپی

مجھے آج اس کتاب کو دیکھ کر بڑی مسرت ہو رہی ہے جو ابھی "فقہ وفتاویٰ کی تدوین وتاریخ" کے نام سے میرے ہاتھوں میں موجود ہے،فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد کمال الدین صاحب اشرفی مصباحی زادہ اللہ علما وعملا وفضلا وکرما وصحۃ وعمرا نے جس کی تصنیف فرمائی ہے،اس کے کچھ اوراق میں نے دیکھے جن سے مفتی موصوف کے تفکر وتدبر اور علم وفضل میں مقام رفیع کا پتہ چلتا ہے،ماشاءاللہ آپ کی یہ کتاب صرف جامع ہی نہیں بلکہ مفید بھی ہے کہ اس میں فتاوی کی تعریف،ان کی قسمیں اور مراتب کے ساتھ مفتیوں کے اقسام اور ان کے طبقات کی بھی کافی ایسی ایسی مفید جانکاریاں موجود ہیں کہ دور رواں کو جن کی اشد ضرورت ہے۔

[فقہ اور فتاویٰ کی تدوین وتاریخ،ص ۳۱:]

نازش فکر وقلم حضرت مولانا مفتی محمد ساجد رضا مصباحی استاذ ومفتی : دارالعلوم غریب نواز،کشی نگر یوپی۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قابل فخر فرزندوں میں ایک محترم نام حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب کا ہے۔آپ نے اپنی گوناگوں خدمات اور کارناموں کی وجہ سے،بہت ہی مختصر سے وقت میں جو شہرت ومقبولیت حاصل کی ہے وہ کم ہی لوگوں کا نصیبہ ہوتا ہے۔عہد طالب علمی سے اب تک آپ کی کامیابیوں کا سفر تسلسل کے ساتھ جاری ہے،یکے بعد دیگرے مختلف میدانوں میں آپ کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے،آپ عہد طالب علمی میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں اساتذہ وطلبہ کے مابین قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے،عہد طالب علمی ہی میں ان کے کئی مضامین ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور میں شائع ہو کر مقبول عام وخاص ہوئے،زمانہ طالب علمی ہی سے انکی علمی اور قلمی صلاحیتیں آشکارا تھیں،آج وہ متعدد کتب ورسائل کے مصنف ہیں،ملک کے معیاری رسائل میں ان کے مضامین مکمل اہتمام کے ساتھ شائع کیے جاتے ہیں،اعلیٰ معیار کے اخبارات اپنے خصوصی ضمیموں میں ان کے مضامین کو ترجیحی طور پر شامل کرتے ہیں۔ملک کے مختلف گوشوں میں منعقد ہونے والے علمی،فقہی،ادبی سیمینار اور مجلس مذکرات میں ان کی شرکت ہوا کرتی ہے،ایک نوجوان فاضل اور صاحب فکر وقلم کے لیے یہ حصول یابیاں بہت معنی رکھتی ہیں،سچ یہ ہے کہ ان کا قلمی سفر مکمل نظم وضبط کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں ہے اور ان کی تحقیقات اور تخلیقات کا سلسلہ بہت تیزی کے ساتھ جاری ہے۔[فقہ اور فتاویٰ کی تدوین وتاریخ،ص ۱۵:۱۶/]

معروف صحافی وقلمکار مولانا محمد عرفان قادری استاذ: مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن شا،لکھنو، یوپی

حضرت مولا نا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ کا تعلق صوبہ بنگال سے ہے، علمی حلقوں میں آپ کا نام ادب واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ موصوف جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے نامور فاضل ہیں، آپ دینی علوم کے ساتھ عصری علوم سے بھی آراستہ و پیراستہ ہیں، تبلیغ دین کے تین ذرا ئع بہت اہم تصور کیے جاتے ہیں۔ تقریر، تدریس اور تحریر، محب گرامی وقار حضرت مولا نا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب کو تینوں چیزوں میں اعلیٰ درک وکمال حاصل ہے۔ موصوف جہاں درسیات پر کامل عبور رکھنے والے ماہر معلم ومدرس، بالغ نظر وہوش مند مفتی اور تقریر وخطابت کی دنیا میں دھوم مچانے والے ایک کامیا ب خطیب ومقرر ہیں وہیں پر آپ بلند پایہ مصنف ومایہ ناز ادیب بھی ہیں۔ قرطاس وقلم اور مضمون ومقالہ نویسی سے آپ کی دل چسپی زمانۂ طالب علمی ہی سے تھی۔ لکھنے کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور بہت جلد آپ کا شمار اہل سنت کے ممتاز قلم کاروں میں ہونے لگا۔ مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی کے نوک قلم سے اب تک کئی کتابیں معرض وجود میں آچکی ہیں، علاوہ ازیں اہم موضوعات پر آپ کے مقالات ومضامین رسائل وجرائد اور اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ شرعی مسائل پر مشتمل آپ کے فتاوے اس پر مستزاد ہیں، مفتی صاحب بانی جامعہ اشرفیہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے قول ”**زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام**“ کا مصداق بن کر تصنیفی کا موں کا دائرہ دن بدن وسیع کرتے جارہے ہیں، موصوف کی خصوصیت یہ ہے کہ جس عنوان پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے تمام گوشوں پر انتہائی جامعیت اور سلاست کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔ اچھے قلم کار کی خاصیت بھی یہی ہوتی ہے کہ قاری اس کی تحریر بلا جھجھک پڑھتا چلا جائے اور اسے تھکن واکتاہٹ کا احساس نہ ہو۔ یہ تمام تر خصوصیات مصنف علام کی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔ [فقہ اور فتاویٰ کی تدوین وتاریخ،ص ۲۱:]

عقیدت کیش

مشتاق احمد اویسی امجدی

تلمیذ وخلیفہ: حضور محدث کبیر

خادم: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

متوطن: احمد پور (پچھم ٹولہ افریل)، کدوا، کٹیہار

8830789911

mohammadmushtaquea@gmail.com

مؤلف کی مطبوعات

MISBAHI ACADEMY
MUBARAKPUR